ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

7

www.tanzeem.org

26 جمادی الاولیٰ تا 2 جمادی الثانی 1439ھ/ 13 تا 19 فروری 2018ء

دینی ہیئتِ اجتماعیہ کے خلاف

شیطان کے ہتھکنڈے

دینی مقاصد اور بالخصوص اقامت دین کے لیے جو بھی ہیئتِ اجتماعیہ وجود میں آتی ہے وہ یقیناً شیطان کی دشمنی کے لیے اور اسے للکارنے کے لیے ہی وجود میں آتی ہے' لہٰذا شیطان کے حملے کا سب سے بڑا نشانہ اور ہدف بھی وہ اجتماعیت ہی بنتی ہے۔ اس پہلو سے غور کیا جائے تو شیطان کے حملہ آور ہونے کے مختلف راستے ہیں۔

اوّلاً اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس ہیئتِ اجتماعیہ میں شریک ہر فرد کے دل میں وسوسہ اندازی کرے اور اس کے نفسانی داعیات اور محرکات کو مشتعل کرے۔ یہ کوشش تو شیطان ہر فردِ نوعِ بشر کے لیے کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے اشخاص کے لیے جو کسی ایسی اجتماعیت میں شریک ہوں جو شیطان کو للکارنے کے لیے وجود میں آئی ہو' اُس کی یہ کوششیں دوچند ہو جاتی ہیں۔

پھر اس سے آگے بڑھ کر وہ اِن لوگوں کے باہمی رشتے کو کمزور کرنے' ان کی جمعیت میں رخنے ڈالنے' ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بدگمانیاں پیدا کرنے اور ایک دوسرے کے خلاف دلوں میں کدورت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے' تاکہ یہ بنیانِ مرصوص نہ بن سکیں' ان کے مابین ایک دوسرے کے خلاف غلط فہمیاں پیدا ہوں اور ایک دوسرے سے بغض اور عداوت پیدا ہو جائے۔

تیسری کوشش اس کی خاص طور پر یہ ہوتی ہے کہ اس اجتماعیت کے نظم کو بگاڑے اور اس نظم میں امیر اور مامورین کے مابین جو ربط و تعلق ہے' اسے خراب کرے۔ اصل میں تو امیر اور مامورین کے مابین یہ تعلق ہی ہے جو کسی نظم کے مؤثر ہونے میں سب سے زیادہ مفید ہے اور یہی چیز فیصلہ کن بھی ہے۔ شیطان کا تیسرا حملہ اس تعلق کو کمزور کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

جمہوریت، جج اور جنرل

سیدھی راہ کی تلاش!

مطالعہ کلام اقبال (58)

کابل دھماکے اور ماورائے عدالت قتل

آپ اپنا جہاں پیدا کرے......

قبلہ اوّل کی فضیلت

پاکستان میں اسلامی حکومت کا قیام اور ہماری سیاسی جماعتیں

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منصبِ نبوت عطا کرنا

سُورۃُ طٰہٰ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 41 تا 46

وَ اصۡطَنَعۡتُکَ لِنَفۡسِیۡ ﴿۴۱﴾ اِذۡہَبۡ اَنۡتَ وَ اَخُوۡکَ بِاٰیٰتِیۡ وَ لَا تَنِیَا فِیۡ ذِکۡرِیۡ ﴿۴۲﴾ اِذۡہَبَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّہٗ طَغٰی ﴿۴۳﴾ فَقُوۡلَا لَہٗ قَوۡلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوۡ یَخۡشٰی ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ یَّفۡرُطَ عَلَیۡنَاۤ اَوۡ اَنۡ یَّطۡغٰی ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیۡ مَعَکُمَاۤ اَسۡمَعُ وَ اَرٰی ﴿۴۶﴾

آیت ۴۱ ﴿وَ اصۡطَنَعۡتُکَ لِنَفۡسِیۡ ﴿۴۱﴾﴾ ”اور میں نے تم کو بنایا ہے خاص اپنے لیے۔“

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ رسالت کے لیے شاہی محل کے اندر مخصوص ماحول میں آپ کی پرورش کرائی ہے اور بعض خصوصی صلاحیتیں آپ کی شخصیت میں پیدا کی ہیں۔ اس لیے کہ مجھے آپ سے ایک بڑا کام لینا ہے۔

آیت ۴۲ ﴿اِذۡہَبۡ اَنۡتَ وَ اَخُوۡکَ بِاٰیٰتِیۡ وَ لَا تَنِیَا فِیۡ ذِکۡرِیۡ ﴿۴۲﴾﴾ ”جاؤ تم اور تمہارا بھائی میری ان نشانیوں کے ساتھ اور میرے ذکر سے سستی نہ کرنا۔“

آیت ۴۳ ﴿اِذۡہَبَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّہٗ طَغٰی ﴿۴۳﴾﴾ ”جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس‘ یقیناً وہ بہت سرکش ہو گیا ہے۔“

آیت ۴۴ ﴿فَقُوۡلَا لَہٗ قَوۡلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوۡ یَخۡشٰی ﴿۴۴﴾﴾ ”تو (دیکھو!) اس کے ساتھ نرم (انداز میں) بات کرنا‘ شاید کہ اس طرح وہ سوچے یا ڈرے۔“

آیت ۴۵ ﴿قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ یَّفۡرُطَ عَلَیۡنَاۤ اَوۡ اَنۡ یَّطۡغٰی ﴿۴۵﴾﴾ ”انہوں نے عرض کیا: اے ہمارے پروردگار! ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ (اچانک) ہمارے اوپر بھڑک اٹھے گا یا زیادتی کرے گا۔“

آیت ۴۶ ﴿قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیۡ مَعَکُمَاۤ اَسۡمَعُ وَ اَرٰی ﴿۴۶﴾﴾ ”فرمایا: تم ڈرو نہیں‘ یقیناً میں تم دونوں کے ساتھ ہوں‘ میں ہر بات سنتا اور دیکھتا رہوں گا۔“

فرمانِ نبویؐ

احکامِ الٰہی پر عمل

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّکُمْ فِیْ زَمَانٍ مَنْ تَرَکَ مِنْکُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِہٖ ھَلَکَ، ثُمَّ یَاْتِیْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِہٖ نَجَا)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرامؓ سے) فرمایا: ”تم اِس وقت ایسے زمانے میں ہو کہ جو کوئی اِس زمانے میں احکامِ الٰہی کے (بڑے حصہ پر عمل کرے، صرف) دسویں حصہ پر عمل ترک کر دے تو وہ ہلاک ہو جائے گا (اس کی خیریت نہیں) اور بعد میں ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ جو کوئی اُس زمانہ میں احکامِ الٰہی کے صرف دسویں حصہ پر عمل کر لے تو وہ نجات کا مستحق ہوگا۔“

تشریح: اس حدیث سے عہدِ رسالت اور مابعد کے فرق کا پتہ چلتا ہے، عہدِ نبوی ﷺ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا چرچا اتنی شدت اور کثرت کے ساتھ تھا کہ ذرا سی لغزش بھی ہلاکت و تباہی کا باعث بن سکتی تھی لیکن زمانہ آخر میں جب داعیانِ دین اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے والوں میں اضمحلال پیدا ہو جائے گا تو اس وقت اتنا فرق ہو جائے گا کہ اگر کوئی آدمی احکام کے دسویں حصہ پر بھی عمل کرے تو یہ اس کی نجات کے لیے کافی ہوگا۔

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 جمادی الاولیٰ تا 2 جمادی الثانی 1439ھ جلد 27
13 تا 19 فروری 2018ء شمارہ 07

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36366638
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمہوریت، جج اور جنرل

پاکستان میں جمہوریت روزِ اول سے لڑکھڑاتی رہی ہے۔ ستر سال میں ایک دن کے لیے بھی یہ ایسی مضبوط' پائیدار اور مستحکم نہ ہو سکی کہ کہا جا سکے کہ اسے اب کوئی خطرہ لاحق نہیں۔ آج جب ساری دنیا میں جمہوریت کا غلغلہ ہے اس عالمی ماحول اور فضا میں بھی پاکستان میں جمہوریت لاغر' کمزور اور ناپائیدار کیوں ہے؟ اس کے تجزیہ کی ضرورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی قوم میں نظر آنے والی کسی اچھائی یا برائی کی بحیثیت مجموعی ذمہ دار تو خود وہ قوم ہوتی ہے، لیکن بہرحال کچھ سٹیک ہولڈرز ہوتے ہیں جن کا رول اس اچھائی یا برائی میں اہم اور کلیدی ہوتا ہے۔ جمہوریت کے خاص طور پر ہماری جمہوریت کے سٹیک ہولڈرز سیاست دان' جج اور جنرل تھے۔ آگے بڑھنے سے پہلے یہ سمجھنا ہوگا کہ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگرچہ برصغیر ہند کی تقسیم مذہب کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ لیکن تقسیم کا طریقہ کار جمہوری طے کیا گیا تھا یعنی نیا ملک پاکستان ان علاقوں پر مشتمل ہوگا جہاں مسلمان زیادہ تعداد میں بستے ہوں گے۔ اسی وجہ سے بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اسلام کو پاکستان کا باپ اور جمہوریت کو ماں کہا کرتے تھے۔

تقسیم ہند سے فوری پہلے ہندو لیڈر پنڈت نہرو نے ایک پالیسی بیان جاری کیا تھا کہ آزادی کے بعد بھارت میں جاگیرداری نظام ختم کر دیا جائے گا۔ یہ سنتے ہی کانگریس میں موجود مسلمان جاگیرداروں نے مسلم لیگ کا رخ کر لیا۔ برصغیر کے مسلمان عوام کی بھاری اکثریت غریب تھی۔ نہ وہ بڑے تاجر تھے، نہ صنعت کار، لہٰذا مسلم لیگ میں یہ نئے داخل ہونے والے جاگیردار آسانی سے پاکستان میں اقتدار پر قابض ہو گئے۔ یہی حکومت میں تھے۔ ان ہی میں سے کچھ اپوزیشن میں تھے۔ لہٰذا اقتدار کے کھیل میں محلاتی سازشیں اصل کردار ادا کرنے لگیں۔ دونوں دھڑوں نے عوام کی خوشحالی اور ان کی خدمت کے لیے کوئی کردار ادا نہ کیا۔ وہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے عوام سے رجوع کرنے سے خائف تھے۔ لہٰذا پہلا آئین نو سال بعد بنا اور ملکی سطح پر پہلے عام انتخابات 23 برس بعد 1970ء میں ہوئے۔ 1947ء سے لے کر 1958ء تک گیارہ سالوں میں سات حکومتیں وجود میں آئیں جس پر ہمیں پنڈت نہرو کا یہ طعنہ سننا پڑا کہ ''میں اتنے کپڑے نہیں بدلتا جتنی پاکستان میں حکومتیں بدلتی ہیں۔'' سیاسی حکومتوں نے اپنی کمزوری دور کرنے کے لیے فوج کی مدد چاہی یا آپ کہہ سکتے ہیں اسے رشوت پیش کی۔ بہرحال جمہوریت کی تاریخ میں یہ انوکھا واقعہ وقوع پذیر ہوا کہ حاضر سروس آرمی چیف جنرل ایوب خان کو وزیر دفاع بنا کر حکومت میں شامل کر لیا گیا' گویا سیاست دانوں نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری۔

1958ء میں ایوب خان نے مارشل لاء لگا دیا اور صرف دو سال پہلے بننے والے آئین کو پاؤں تلے

روند ڈالا اور خود اپنی طرف سے قوم پر ایک آئین مسلط کر دیا۔ اصل بدقسمتی یہ ہوئی کہ قوم نے اس بغاوت کو خوش آمدید کہا اور سٹیک ہولڈرز کی بھاری اکثریت نے اس جمہوریت کُشی پر ایوب خان کے خلاف بجائے کسی ردِعمل کے اس سے تعاون کیا۔ نہ سیاست دانوں نے احتجاج کیا نہ ججز نے اسے غیر آئینی اقدام قرار دیا۔ ایوب خان کے مارشل لاء نے یحییٰ خان کے مارشل لاء کو جنم دیا۔ نئے جنرل نے انتخابات کروا دیے لیکن انتخابات کے نتائج کو تسلیم کرنے اور اقتدار منتقل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس غیر جمہوری اقدام پر بھی جنرل کو سیاست دانوں کے ایک بڑے گروہ کی حمایت حاصل تھی۔ خصوصاً پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو اقتدار کی منتقلی کی راہ میں حائل ہوئے۔ اس جھگڑے میں پاکستان دولخت ہو گیا۔ مغربی پاکستان کو اب پاکستان کہا جانے لگا۔

نئے پاکستان میں پھر سیاست دانوں کو حکومت کرنے کا موقع ملا۔ اب جمہوریت کے حق میں نعرہ بازی بڑے زور و شور سے ہوئی۔ تمام آوازیں جمہوریت کے حق میں اور فوجی آمریت کے خلاف اٹھ رہی تھیں۔ فوج کو بھارت کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست ہوئی تھی لہٰذا وہ بیک فٹ پر جانے پر مجبور تھی، لیکن ذوالفقار علی بھٹو کی سربراہی میں نئی سیاسی جمہوری حکومت کا رویہ انتہائی غیر جمہوری تھا۔ مخالفین کو قید و بند اور تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ حکومت کے مخالف سیاست دانوں کا قتل ہوا جس کا الزام جمہوری حکومت پر لگایا گیا۔ سیاسی اپوزیشن نے حکومت کے خلاف تحریک چلائی جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بار پھر فوج نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مذاکرات کامیاب ہو چکے تھے اور انتخابات کا دوبارہ انعقاد طے ہو گیا تھا۔ اب کے فوجی حکمران جہاز کے کریش میں ہلاک ہوا اور جمہوریت پھر بحال ہوئی۔ لیکن اس جمہوریت کی حالت پہلے سے بھی پتلی تھی۔ کبھی نواز شریف فوج کی مدد لے کر اپنی سیاسی حریف بے نظیر بھٹو کو چاروں شانے چت کرتے تھے اور کبھی یہی کام بے نظیر نواز شریف کے ساتھ کرتی تھیں۔

چوتھا اور اب تک کا آخری مارشل لاء جنرل مشرف نے لگایا۔ ایک بار پھر سیاست دان ہی مشرف کے ساتھ تعاون کے لیے آگے بڑھے اور مسلم لیگ (ق) وجود میں آ گئی۔ اب تک کی کہانی میں ہم نے صرف فوج اور سیاست دانوں کا کردار آپ کے سامنے رکھا ہے۔ ہم ان دونوں کرداروں میں ایک کو راشی اور ایک کو مرتشی سمجھتے ہیں۔ وہ یوں کہ وقت کی اپوزیشن فوج کو اقتدار کی پیشکش کرتی تھی اور فوج آگے بڑھ کر خوش دلی سے اس رشوت کو قبول کرتی تھی بلکہ خفیہ طریقے سے ایسے اقدام کرتی تھی جس سے اقتدار ان کے چرنوں میں رکھ دینا مجبوری بن جاتا تھا۔

تیسرا سٹیک ہولڈر ہماری عدلیہ تھی۔ عدلیہ نے بھی جمہوریت کے حوالے سے ایک کام بھی ایسا نہیں کیا جس کو سراہا جا سکے۔ عدلیہ کی کہانی جسٹس منیر سے شروع ہوتی ہے اور آخری مارشل لاء تک پہنچتی ہے۔ ایک مدت تک ہماری عدلیہ نظریہ ضرورت کے تحت زبردست کے فیصلے عوام پر مسلط کرتی رہی اور مارشل لاء کے قانونی اور جائز ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتی رہی۔ حیرت کی بات ہے کہ ججز حضرات نہ صرف منتخب حکومت کو گرانے کو جائز قرار دیتے تھے بلکہ انہوں نے ہر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو یہ اختیار دے دیا کہ وہ جس طرح چاہے یک طرفہ طور پر من مانی کرتے ہوئے آئین میں تبدیلی کر لے۔ پہلے دو فوجی آمروں نے تو آئین کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا البتہ بعد کے دو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹرز زیادہ ہوشیار نکلے۔ انہوں نے PCO یعنی Provisional Constitutional Order جاری کیے اور ججز نے بھی غیر قانونی اور غیر اخلاقی طور پر اس پر انگوٹھا لگا دیا۔ گویا تمام سٹیک ہولڈرز نے جمہوریت کے ساتھ انتہائی بُرا سلوک کیا۔

جمہوریت کے ساتھ یہ سلوک کیوں ہوا؟ اس لیے کہ فوجی جنرلوں نے تجاوز کیا اور اپنے حلف سے غداری کے مرتکب ہوئے۔ اس لیے کہ ججز نے ضمیر کے مطابق فیصلے نہ دیے اور ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر ترجیح دی۔ اور اس لیے کہ سیاست دانوں نے خود جمہوریت سے غداری کا ارتکاب کیا اور آئین توڑنے والے جنرلوں کے وزیر، وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ بن گئے۔ یہ ہیں وہ ظاہری وجوہات جن کی بنا پر جمہوریت پاکستان میں مضبوط نہ ہو سکی۔ لیکن ہماری ذاتی رائے میں حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کا مزاج جمہوریت سے لگا نہیں کھاتا۔ یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام میں ایک آدھ ملک کو چھوڑ کر کہیں جمہوریت نظر نہیں آتی۔ بہر حال پاکستان کی جمہوریت مبینہ جمہوری سیاست کاروں، جنرلوں اور ججوں کے ہاتھوں تباہ ہوئی۔ گویا مسلمانانِ پاکستان نے باپ کو تو ایک دن کے لیے بھی قبول نہ کیا تھا اور ماں کے ساتھ بھی اچھا سلوک نہ کیا۔ لہٰذا مسلمانانِ پاکستان کو خود ساختہ یتیم کہا جا سکتا ہے۔ ❀❀❀

سیدھی راہ کی تلاش!

(سورۃ الفاتحہ کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 2 فروری 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! خطاب جمعہ بنیادی طور پر تعلیم القرآن کا ایک فورم ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا خطبہ جمعہ کے حوالے سے جو معمول تھا اُس کو احادیث میں ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے: ((یقراء القرآن و یذکر الناس)) یعنی آپ ﷺ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے اور اس کے ذریعے لوگوں کی تذکیر فرماتے تھے۔ چنانچہ تذکیر کے لحاظ سے سورۃ الفاتحہ بھی ایک بہت اہم سورت ہے جو نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس کا مفہوم ہمارے ذہنوں میں ہونا چاہیے۔ کیونکہ انسان جب تلاوت کر رہا ہو تو ساتھ اگر اس کا مفہوم بھی ذہن میں واضح ہو رہا ہو تو اس کی افادیت دو چند ہو جاتی ہے۔ یہ سورت قرآن مجید کی دوسری سورتوں سے ایک مفرد مقام کی حامل سورت ہے۔

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝﴾ ”کل شکر اور کل ثنا اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار اور مالک ہے۔“

اصلاً یہ دعا ہے۔ اسی لیے سورت کے اختتام پر آمین کا لفظ آیا ہے۔ اسے ہم قرآن مجید کی تمہیدی سورت بھی قرار دے سکتے ہیں۔ جیسے ایک کتاب کے شروع میں پیش لفظ یعنی دیباچہ ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی پہلی سورت سورۃ الفاتحہ ہے لیکن پہلا پارہ سورۃ البقرہ سے شروع ہوتا ہے۔ اس لیے کہ سورۃ الفاتحہ قرآن کا جزو ضرور ہے لیکن درحقیقت یہ قرآن کا پیش لفظ ہے۔ جو کہ اصل میں ایک دعا ہے جس کے جواب میں پورا قرآن نازل ہوا۔ یہ دعا ایک سلیم الفطرت انسان کے دل کی پکار ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ دنیا دارالامتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ علم اپنے رسولوں کے ذریعے دیا۔ چنانچہ جو لوگ رسولوں کو ماننے والے ہیں اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر اُن کا ایمان ہے تو وہ جانتے ہیں کہ دنیا کے اس امتحان کے بعد اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ لیکن اس سے پہلے سخت حساب کتاب ہوگا اور جو دنیا کے اس امتحان میں پاس ہو جائے گا، جنتی اور آخرت کی دائمی کامیابی اُسی کو نصیب ہو گی۔ مگر یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن لوگوں تک رسولوں کا پیغام نہیں پہنچا، ان کا امتحان کس بنیاد پر ہوگا۔ کیونکہ محاسبہ تو سب کا ہونا ہے۔

مرتب: ابو ابراھیم

دنیا سب کے لیے دارالامتحان ہے۔ چنانچہ جن لوگوں تک پیغمبروں کا پیغام اور شریعت کا علم نہیں پہنچا اُن کا امتحان اُن کی اُس فطرت کی بنیاد پر ہوگا جس پر ہر شخص کو پیدا کیا گیا ہے۔ ہر شخص کو فطری طور پر اللہ کی معرفت حاصل ہے۔ اس لیے کہ اللہ نے ہر انسان سے روزِ ازل میں ایک عہد لیا ہے:

”اور یاد کرو جب نکالا آپؐ کے رب نے تمام بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی نسل کو اور ان کو گواہ بنایا خود ان کے اوپر (اور سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! ہم اس پر گواہ ہیں۔ مبادا تم یہ کہو قیامت کے دن کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔“ (الاعراف:172)

اس عہد کی بناء پر ہر شخص کی فطرت میں رب کی پہچان موجود ہے۔ ہر شخص اندر سے جانتا ہے کہ اس کائنات کا ایک رب ہے، مالک ہے۔ تبھی جو سلیم الفطرت لوگ ہوتے ہیں وہ سوچ بچار کر رہے ہوتے ہیں۔ گوتم بدھ، جس کے پاس دنیا کی ہر نعمت موجود تھی مگر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایک حقیقت کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ وہ حقیقت اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت یعنی رب کائنات ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ایک اور چیز بھی رکھ دی ہے جو ہمارے محاسبے کی بنیاد ہے اور وہ ایک اخلاقی حس ہے کہ یہ جائز ہے، یہ ناجائز ہے۔ یہ حلال ہے، یہ حرام ہے۔ کسی کی مدد کرنا، کسی بھوکے کو کھانا کھلانا نیکی ہے اور کسی کے ساتھ ظلم کرنا، کسی کی حق تلفی کرنا برائی ہے۔ سچ بولنا اچھی بات ہے جبکہ جھوٹ بولنا غلط ہے۔ اسی طرح اندر ایک ضمیر بیٹھا ہوا ہے جو بتا رہا ہے کہ کیا غلط ہے اور کیا صحیح ہے۔ کسی کا مال ہڑپ کر لیا، مال تو آ گیا مگر اندر سے کوئی کوس رہا ہے کہ یہ تم نے غلط کیا ہے۔ جھوٹ بول کر کوئی فائدہ حاصل کر لیا، مگر اندر سے ضمیر ملامت کر رہا ہے۔ یہ شعور، تمیز اور پہچان انسان کے اندر رکھنے والا کون ہے؟ اس کا ایک لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی رب ہے جس نے ہمارے ذہن میں اخلاقیات کا ایک تصور بھی ڈالا ہوا ہے اور اسی اخلاقی تصور کے حوالے سے نتائج بھی نکلنے چاہییں۔ نیکی کرنے والوں کو ان کی نیکی کی جزا ملنی چاہیے اور بدکاروں کو ان کی بدی کی سزا ملنی چاہیے۔ آج کل کس طریقے سے دوسروں کے حقوق غصب کرنے اور ملکی دولت کو ہڑپ کرنے کے لیے ایک دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ہر لیول پر ظلم ہو رہا ہے۔ عدالت میں آپ کو انصاف نہیں ملتا۔ اگر کوئی مظلوم شخص عدالت میں چلا جائے تو اس کو دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ اپنا حق حاصل کرنے کے لیے ساری زندگی اُسے رُلنا پڑتا ہے۔ وہ استحصالی طبقہ جو ہمارے اوپر مسلط ہے جس نے ہر طرف ظلم واستحصال کا بازار گرم کر رکھا ہے، ان کو بھی کوئی پوچھنے والا

ہونا چاہیے یا نہیں؟ اسی طرح عالمی سطح پر جو ظلم ہو رہا ہے، ہٹلر نے کتنے بندے مروا دیے اور ابھی امریکہ نے نائن الیون کا ڈرامہ رچا کر کتنے لاکھ مسلمان مروا دیے اور کتنے بے گناہوں کو گوانتاناموبے کی جیلوں میں اذیتیں دے کر مار دیا۔ اسی طرح امریکہ نے کیمیائی ہتھیاروں کا بہانہ بنا کر کتنے لاکھ مسلمان عراق میں شہید کر دیے اور عراق کو پتھر کے دور میں دھکیل دیا اور آخر میں صرف Sorry کہہ دیا کہ جس کی وجہ سے ہم نے عراق پر حملہ کیا تھا وہ کیمیائی ہتھیار نہیں ملے۔ اب جو لاکھوں مسلمان شہید ہوئے ان کا حساب کون لے گا؟ چنانچہ عقل کہتی ہے کہ محاسبہ ہونا چاہیے۔ اندر سے آواز آتی ہے کہ ان ظالموں کو، ان غاصبوں کو ان کے کیے کی سزا مل کر رہے گی۔ انہیں ایک دن پائی پائی کا حساب دینا پڑے گا۔

اسی طرح کسی شخص نے اگر اصولی زندگی گزاری ہے، بھلائی کے کام کیے ہیں، خدمت خلق کی ہے تو اندر سے یقین ہے کہ اس کو ان نیک کاموں کی جزاء مل کر رہے گی۔ چنانچہ ایک سلیم الفطرت انسان اپنے غور وفکر سے اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ یہ دنیا دارالامتحان ہے۔ ایک تو وہ اللہ کو پہچان لیتا ہے کہ وہ ایک ہی رب ہے، اسی کی قدرت کے نمونے پوری کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے اندر سے بھی جانتا ہے کیونکہ باطن میں الست بربکم کی یاد موجود ہے۔ لیکن اب زندگی کیسے گزارنی ہے اس کی تفصیلی راہنمائی چاہیے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جنہوں نے شریعت کا علم سکھایا۔

قریش مکہ بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے، لیکن چونکہ اڑھائی ہزار سال تک وہاں کوئی نبی نہیں آیا تھا اس لیے پورا معاشرہ جہالت اور گمراہی میں ڈوبا ہوا تھا یہاں تک کہ بیت اللہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہاں کچھ سلیم الفطرت لوگ موجود تھے جو اپنے حقیقی رب کو پہچانتے تھے اور اس کے علاوہ کسی کو نہیں پکارتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔ انہوں نے کسی بت کے آگے سجدہ نہیں کیا۔ گویا وہ اندر سے اس حقیقت کو پا چکے تھے لہٰذا جیسے ہی نبی اکرم ﷺ نے ان کو دعوت دی تو ایک لمحہ کا توقف کیے بغیر فوراً لبیک کہہ کر اسلام قبول کر لیا۔ اسی طرح عشرہ مبشرہ کے ہی ایک صحابی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے والد زید کا انتقال آغاز وحی سے قبل ہی ہو گیا تھا لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ بیت اللہ کے پردے پکڑ پکڑ کر التجا کرتے تھے کہ پروردگار میں صرف تجھے ہی پوجنا چاہتا ہوں، مجھے بتا کہ کیسے پوجوں؟ ایک ایسا ہی شخص جو حقیقت کے قریب پہنچا ہوا ہو اسی کے احساسات کو سورۃ الفاتحہ میں بیان کیا گیا ہے۔ گویا یہ سورۃ ایک سلیم الفطرت انسان کے دل کی پکار ہے۔ وہ اپنے رب کو پہچانتا ہے مگر اب چاہتا ہے کہ اُسے مزید راہنمائی مل جائے تاکہ وہ زندگی کے جس امتحان سے گزر رہا ہے اس میں کامیاب ہو جائے۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ ''کل شکر اور کل ثنا اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار اور مالک ہے۔''

جو شخص حقیقت کو پا چکا ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ ہی اس کائنات کو بنانے والا ہے اور وہی تمام تر تعریف کے لائق ہے۔

﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾ ''بہت رحم فرمانے والا' نہایت مہربان ہے۔''

دنیا میں بھی آپ دیکھیں کہ ماں کے دل میں اپنی اولاد کے لیے کتنی شفقت ہوتی ہے۔ یہ جذبہ ماں کے دل میں جس نے ڈالا وہ خود کتنا مہربان ہو گا؟ ایک سلیم الفطرت شخص کو اپنے رب کی اس رحمانیت کا بھی احساس ہے۔

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ ''جزا و سزا کے دن کا مالک و مختار ہے۔''

ایک سلیم الفطرت شخص کو محسوس ہو رہا ہے کہ یہ دنیا نامکمل ہے۔ اس لیے کہ یہاں ظالم کے ظلم کی کوئی حد نہیں اور مظلوم کی بے بسی کا کوئی حل نہیں لہٰذا کوئی ایسا عالم ضرور ہو گا جہاں ظالموں کو ان کے ظلم کی بھرپور سزا ملے گی اور جو مظلوم ہیں ان کی دادرسی کی جائے گی۔ لہٰذا ایسا شخص عہد کرتا ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے مگر میں اپنے رب ہی کی بندگی کروں گا اور اُسی کی مدد کا طالب رہوں گا۔

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ ''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی

پریس ریلیز 9 فروری 2018ء

آزاد کشمیر حکومت کا قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا خوش آئند ہے

سعودی عرب میں ایک مشرک عورت کو ثقافتی فیسٹول کا مہمان خصوصی بنانا قابلِ تشویش ہے

ویلنٹائن ڈے کی میڈیا پر تشہیر پر پابندی ایک اچھا اقدام ہے

حافظ عاکف سعید

آزاد کشمیر حکومت کا قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا خوش آئند ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ جب 1974ء میں پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا، اصولی طور پر اُس وقت کی آزاد کشمیر حکومت کو یہ قدم اٹھانا چاہیے تھا۔ بہر حال دیر آید درست آید۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ اس قانون کے عملی اور شرعی تقاضوں کو بھی پورا کیا جانا چاہیے۔ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ اگر 1974ء میں اس کو بھی قانون کا حصہ بنا لیا جاتا تو آج ہم قادیانیوں کی شرانگیزی سے محفوظ ہو جاتے۔ بھارتی وزیر خارجہ سشما سوراج کے سعودی عرب کے دورے اور وہاں ثقافتی فیسٹول میں مہمان خصوصی بننے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قرآن پاک یہودیوں اور مشرکین کو اسلام کا بدترین دشمن قرار دیتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ جس سرزمین پر اسلام نے جنم لیا اور جس سرزمین سے نبی پاک ﷺ کی مبارک ذات کا تعلق ہے، وہاں ایک مشرک عورت کا خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ ویلنٹائن ڈے کی میڈیا پر تشہیر پر پابندی کا خیر مقدم کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید ہمارے معاشرے کے لیے تباہ کن ثابت ہوگی۔ ہمیں ایسی بے حیا اور بیہودہ رسومات سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔''

اس عہد کے بعد پھر وہ اپنے رب سے دعا بھی کرتا ہے کہ:

﴿اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴾ (آمین!) ''(اے ربّ ہمارے!) ہمیں ہدایت بخش سیدھی راہ کی۔ راہ اُن لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا' جو نہ تو مغضوب ہوئے اور نہ گمراہ۔''

یہ ہے ایک سلیم الفطرت انسان کے دل کی پکار۔

ایک ایسی دعا جس کے نتیجے میں پورا قرآن ہدایت اور راہنمائی کی صورت میں اللہ نے عطا کیا۔ اس سورت کی بڑی عظمت ہے۔ ایک حدیث مبارکہ ہے کہ ایک مرتبہ حضورﷺ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے سوال کیا کہ: ''تمہیں معلوم ہے کہ وہ کون سی سورت ہے جو نہ تورات میں ہے نہ زبور میں اور نہ پچھلی کتابوں میں ہے اور نہ قرآن میں اس کے مثل کوئی سورت ہے''۔ حضرت ابی بن کعب کا رویہ بڑا عالمانہ تھا اور ان میں علم کی پیاس رہتی تھی اسی لیے حضورﷺ نے ان کو ((واقرا ءھم ابی ابن کعب)) کا خطاب دیا تھا۔ وہ قرآن مجید کے بھی بہت بڑے عالم تھے، اسی لیے حضورﷺ نے ان سے یہ سوال کیا تھا مگر وہ جواب نہ دے سکے۔ پھر حضورﷺ نے خود ہی فرمایا کہ: ''وہ سورت سورۃ الفاتحہ ہے۔'' اسی سورت کو قرآن میں سبع مثانی کہا گیا ہے۔ ہر رکعت میں ہم یہ دعا دہرا رہے ہوتے ہیں جو کہ ایک سلیم الفطرت انسان کے دل کی پکار ہے۔ اللہ نے اس دعا کو نماز کی ہر رکعت کا لازمی جزو بنا دیا۔ اس لیے کہ اللہ کو معلوم ہے کہ اس دنیا میں ہماری اصل ضرورت کیا ہے؟

ہمیں دنیوی ضرورتوں کی بہت فکر رہتی ہے لیکن اگر حقیقت کے اعتبار سے سوچیں تو دنیا تو ہے ہی چار دن کی، مستقبل تو ایک ہی ہے اور وہ موت کی سرحد کے پار ہے۔ دنیا میں کوئی مستقبل نہیں ہے۔ لیکن ہم نے دنیا کو ہی مستقبل بنالیا۔ ہم اپنی اولاد کو بھی اسی مستقبل کی فکر دلا رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ دنیا مستقبل نہیں بلکہ ایک امتحان گاہ ہے جہاں ہمیں آزمائش کے لیے عارضی طور پر ٹھہرایا گیا ہے۔

﴿وَ نَبۡلُوۡکُمۡ بِالشَّرِّ وَ الۡخَیۡرِ فِتۡنَۃً ؕ﴾ ''اور ہم آزماتے رہتے ہیں تم لوگوں کو شر اور خیر کے ذریعے سے۔'' (الانبیاء:35)

اس امتحان گاہ میں ہم مقررہ مدت کے لیے ہیں۔ وہ مدت ختم ہوتے ہی ہمیں یہاں سے اُٹھا لیا جائے گا۔ اب اگر کوئی شخص کمرۂ امتحان میں بیٹھ کر یہ سوچے کہ مجھے یہیں سب کچھ مل جائے، دنیا کی تمام سہولتیں میسر آجائیں اور اُسی کو وہ مستقبل سمجھ لے تو اس سے بڑا احمق کون ہوگا؟ حالانکہ اس امتحان گاہ میں اصل ضرورت ہمیں گائیڈ بک کی ہے، راہنمائی کی ہے۔ کوئی ایسا راہنما یا گائیڈ بک ہمیں مل جائے جو ہمیں سیدھا راستہ دکھا دے کہ جس پر چل کر ہم کامیاب ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ کو ہماری اصل ضرورت کا علم تھا۔ اس لیے اس کو دعا کی صورت میں سورۃ الفاتحہ میں محفوظ فرمایا:

''(اے ربّ ہمارے!) ہمیں ہدایت بخش سیدھی راہ کی۔ راہ اُن لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا' جو نہ تو مغضوب ہوئے اور نہ گمراہ۔''

اللہ کے انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ اس کی تفصیل قرآن مجید میں دو مقامات پر آئی ہے کہ یہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور جو لوگ گمراہ ہوئے اور ان پر اللہ کا غضب ہوا، ان کے حوالے سے احادیث میں وضاحت آئی ہے کہ مغضوب علیھم سے مراد یہود ہیں۔ ویسے تو پوری دنیا میں شرک رہا ہے لیکن یہ وہ لوگ تھے جو انبیاء کی نسل سے تھے۔ ان کے پاس بے شمار انبیاء و رسل اور اللہ کی کتابیں آئیں۔ لیکن انہوں نے پھر بھی اللہ کے دین سے بغاوت کی۔ لہٰذا ان پر اللہ کا غضب ہوا۔

یہاں یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ ہدایت کا مل جانا ہی کامیابی کی گارنٹی نہیں ہوتی بلکہ اس ہدایت پر چلنا، اس کے مطابق عمل بھی کرنا اصل کامیابی ہے۔ یہاں الضَّآلِّیۡنَ کا لفظ اسی وضاحت کے لیے آیا۔ ضال کے معنی ہیں بھٹکا ہوا۔ جیسے کوئی مسافر اپنی منزل پر تو پہنچنا چاہتا ہے مگر راستے میں بھٹک گیا لہٰذا اب وہ منزل سے دور ہوگیا۔ یہاں ضالین کے مصداق عیسائیوں کو کہا گیا۔ خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وہ پیروکار جنہوں نے انبیاء و رسولوں کی اصل تعلیمات کو چھوڑ کر رہبانیت اختیار کرلی۔

جیسے سورۃ الحدید میں فرمایا:

﴿وَ رَہۡبَانِیَّۃَۨ ابۡتَدَعُوۡہَا﴾ ''اور رہبانیت کی بدعت انہوں نے خود ایجاد کی تھی'' ﴿مَا کَتَبۡنٰہَا عَلَیۡہِمۡ اِلَّا ابۡتِغَآءَ رِضۡوَانِ اللّٰہِ﴾ ''ہم نے اسے ان پر لازم نہیں کیا تھا مگر اللہ کی خوشنودی کی تلاش میں'' (آیت:27)

یہ راستہ نہ تو حضرت عیسیٰؑ نے بتایا تھا اور نہ ہی انجیل کی یہ تعلیمات تھیں۔ لیکن عیسائی اپنی طرف سے اس کو نیکی سمجھ کر اس راستے پر چل پڑے۔ لہٰذا وہ بھی بھٹک گئے۔ یعنی انبیاء و رسل اور کتابوں کو ماننے کے باوجود سیدھی راہ سے ہٹ گئے۔ کہیں ہم بھی ایسی ہی غلطی نہ کر بیٹھیں اس لیے اللہ نے ہمیں یہ دعا بھی سکھائی کہ:

﴿غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴾

اس کے بعد آمین کہنا چاہیے کہ پروردگار ہماری یہ دعا قبول ہو جائے۔ ہماری اسی دعا کے جواب میں پورا قرآن اللہ نے ہمیں عطا کیا ہے جو کہ ہمیں سیدھی راہ بتاتا ہے اور اس کا آغاز اسی انداز میں ہوتا ہے:

﴿الٓـمّٓ ۚ﴾ ''ا۔ل۔م۔'' ﴿ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ﴾ ''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔''

سورۃ البقرۃ مدنی سورت ہے۔ اس سے پہلے مکی دور میں کافی قرآن نازل ہو چکا تھا لیکن سورۃ الفاتحہ کے فوراً بعد اس کو یہاں لایا گیا اور بتا دیا گیا کہ جو دعا تم نے مانگی ہے اس کا جواب یہ پورا قرآن ہے۔ اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلو گے تو وہ سیدھا کامیابی تک لے جائے گا۔ اسی سورت کی آیت 185 میں فرمایا کہ:

﴿ہُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡہُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ۚ﴾ ''لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔''

یعنی پوٹینشلی اس کے اندر پوری نوع انسانی کے لیے ہدایت موجود ہے، ان لوگوں کے لیے بھی جو رسولوں کو مانتے ہیں مگر اب پٹڑی سے اترے ہوئے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بھی جو شرک کے راستے پر چل رہے ہیں۔ سب کے لیے راہنمائی اور ہدایت اسی قرآن میں موجود ہے۔ لیکن اس ہدایت سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جن کے اندر تقویٰ کی رمق موجود ہوگی۔ اسی لیے شروع میں فرمایا:

﴿ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۙ﴾ ''ہدایت ہے پرہیزگار لوگوں کے لیے۔''

متقی سے مراد وہ شخص ہے جو گناہ سے بچتا ہو۔ یعنی وہ شخص جس کا ضمیر ابھی کچھ زندہ ہے۔ وہ قرآن سے فوراً ہدایت پالے گا اور سلیم الفطرت انسان کے دل کی پکار کا تو یہی قرآن جواب ہے۔ مگر جو شخص گناہوں اور جرائم کے اندر اتنا دور جا چکا ہو کہ اس کا ضمیر ہی مر گیا تو ایسا شخص قرآن کی ہدایت سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا جب تک کہ وہ سیدھی راہ کی طرف لوٹ نہ آئے۔

ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں یہی مانگ رہے ہوتے ہیں اور اللہ نے ہمیں الھدیٰ کی شکل میں کامل ہدایت نامہ یعنی صراط مستقیم عطا بھی کر دیا ہے مگر ہم اس کو پڑھنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لیے ہمارے پاس وقت ہی نہیں ہے اور یہی اس وقت کا سب سے بڑا المیہ ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرآن مجید کی برکت سے توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کے حقوق بھی ادا کر سکیں اور اس کو واقعی کتاب ہدایت سمجھیں اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

دراسرارِ شریعت 7

34 گر نہ بینی ، دین تو مجبوری است — ایں چنیں دیں از خدا مہجوری است

اگر تو اس طرح دل کی آنکھ سے نہیں دیکھتا، تو تیرا دین مجبوری کا دین ہے ایسا دین خدا سے (قریب کرنے کی بجائے) دُور کرنے والا ہے

35 بندہ تا حق را نہ بیند آشکار — بر نمی آید ز جبر و اختیار

اے احسن تقویم انسان! جب تک بندہ حق کو واضح درجۂ احسان میں نہیں دیکھتا اس وقت تک وہ جبر و اختیار (کے مسائل) سے باہر نہیں نکلتا

36 تو کیے در فطرتِ خود غوطہ زن — مردِ حق شو بر ظن و تخمین متن

تم کبھی اپنی فطرت (باطن) میں غوطہ مارا کرو حقیقی انسان بنو (درجہ احسان پر جگہ بناؤ) اور گمان واٹکل پر رائے بنا کر نہ ڈٹ جاؤ

37 تا نہ بینی زشت و خوبِ کار چیست — اندر ایں نُہ پردۂ اسرار چیست

تب تک تو نہیں دیکھے گا کہ عمل کی بُرائی اور اچھائی کا انجام کیا ہے؟ (آخرت کا یقین پیدا کرو) اور مادی کائنات کے پس پردہ تخلیق کائنات کے اسرار نہ سمجھو

38 ہر کہ از سرِّ نبی گیرد نصیب — ہم بہ جبریل امیں گردد قریب

جو کوئی نبی کریم ﷺ کی طرح کائنات کے رازوں کو دیکھنے کا نصیب پاتا ہے وہ جبرئیل امین کے بھی قریب ہو جاتا ہے یعنی مادی کائنات سے اُٹھ کر معرفت خداوندی میں حصہ پاتا ہے

34۔ اگر تو اپنے ایمان اور جذبۂ عمل کا یہ طریق نہیں اپنا سکتا تو پھر اس طرح کا دین تو مجبوری اور غلامی کا دین ہے بقول اقبال ؎

مُلّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

اور اس طرح کا دینی جذبہ اور دینی عبادات خداشناسی اور صحابہ کا راستہ نہیں ہے بلکہ خدا سے مہجوری اور فراق اور دوری کا راستہ ہے۔ یہ طرز زندگی انسانوں کو اللہ کے قریب کرنے کی بجائے اس سے دور کرنے کا ذریعہ ہے۔

35۔ یہ حقیقت ہے کہ بندہ جب تک مادی دنیا اور چہار سو میں اُلجھا رہتا ہے اور اس سے ماوراء حقیقت یعنی ذاتِ خداوندی کو نہیں پہچانتا اور دیکھتا اس وقت تک انسان اسباب کی دنیا کا غلام رہتا ہے اور اسی میں جکڑا رہتا ہے۔ مشہور حدیث، حدیث جبرائیل (مسلم شریف) میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ کی بندگی ایسے کر یا زندگی ایسے گزار کہ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر ایسا ممکن نہیں تو اس سے کم تر درجہ میں یہ ہے کہ وہ تو تمہیں ہر حال میں دیکھ رہا ہے اس سے کم تر جانوروں کا درجہ ہے کہ وہ شعورِ ذات اور شعورِ الٰہ سے نابلد ہیں۔ جب ایسی کیفیت انسان میں پیدا ہو جائے تبھی انسان اسباب کی دنیا اور جبر و اختیار کے بندھنوں سے ماوراء ہو جاتا ہے یا انسان اللہ کے ہاتھ میں تلوار بن جاتا ہے (صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم) یا اللہ اس کا ہاتھ و بازو بن جاتا ہے۔

36۔ اے انسان! تو خود کبھی اپنی فطرت اور باطن میں غوطہ مارا کر اور اپنا نصب العین اور زندگی کے احوال حقائق پر بنیاد بنا کر اٹھاؤ نہ کہ گمان اور ظن و تخمین پر۔ یہی درجہ احسان ہے اور ہر باشعور انسان کے لیے یہی مقام حاصل کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔ عرفِ عام میں اس شعبۂ علم و عمل کو 'تصوف' سے تعبیر کرتے ہیں (نہ معلوم کیوں؟ حالانکہ لفظ 'احسان' حدیث کی اصطلاح ہے)

37۔ اسباب کی دنیا کے اسیر رہو گے تو کبھی بھی اپنے اعمال کا حقیقی انجام جاننے اور آخرت سے دور رہو گے جزاء و سزائے اعمال سے بے بہرہ رہ کر انسان اعلیٰ انسانی اوصاف کا مظاہرہ کر کے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور اچھا انسان نہیں بن سکتا، نہ ہی ظاہر بین انسان کو آسمان کی بلندیوں میں چھپے اسرار اور حقائق کا کوئی سراغ لگ سکتا ہے اور نہ ہی اپنے رب کی مغفرت اور تعلق مع اللہ کے اسرار پا سکتا ہے۔

38۔ جو (خوش نصیب) اس راہ پر چلتا ہے اور مادی حجابات اٹھا کر غیر مادی دنیا میں سفر شروع کرتا ہے اپنی 'روح' کو بیدار کرتا ہے اپنی خودی کی تعمیر کرتا ہے اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے وفاداری کا حق ادا کرتا ہے اور تعلیمات محمدی ﷺ کے ان رازوں کو پالیتا ہے وہ انسان حیوانی سطح سے اٹھ کر حقیقی انسان اور مسجود ملائک بن جاتا ہے اور جبریل امین کا ہم نشین بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پالیتا ہے۔ ؎

در دشتِ جنونِ من جبریل زبوں صیدے
یزداں بکمند آور اے ہمتِ مردانہ

یعنی انسانی تگ و دو اور خودی کا مطمع نظر اللہ کی رضا جوئی اور اس کی محبت ہے۔ جبریل امین تو اس اعلیٰ انسانی مقام سے بہت پیچھے رہ جاتا ہے۔ ؎

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

ماورائے عدالت قتل سے انصاف قائم نہیں ہوتا بلکہ اُلٹا لوگوں میں بے چینی، غصہ اور ملک میں انتشار پیدا ہوتا ہے اور اس سے مزید مجرم پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس نظام کو تبدیل کیا جائے: ایوب بیگ مرزا

دشمن قوتیں چاہتی ہیں کہ پاکستان میں انتشار پیدا کیا جائے اور اس کی آڑ لے کر پاکستان کے خلاف کوئی بڑا اقدام کیا جائے مگر ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں اور دانشوروں کو فکر ہی نہیں ہے کہ دنیا میں ہمارے خلاف کیا پلاننگ ہو رہی ہے: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

میزبان: آصف حمید

کابل دھماکے اور ماورائے عدالت قتل کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: کابل کے در و دیوار ایک بار پھر دھماکوں سے لرز اُٹھے ہیں، اس اچانک نئی افتاد کے پس پردہ محرکات کیا ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس نئے سال کا آغاز ہی ٹرمپ کی اس ٹویٹ سے ہوا ہے جس میں اُس نے افغانستان میں اپنی ناکامی کا سارا الزام پاکستان پر ڈالا ہے اور اس کے بعد جنوری کے آخری عشرے میں یہ سب واقعات ہوئے ہیں۔ پہلا حملہ کابل کے کانٹیننٹل ہوٹل پر ہوا جس میں دو امریکن بھی مارے گئے۔ اس حملے کی ذمہ داری طالبان نے قبول کی۔ اس کے بعد جلال آباد میں سیف دی چلڈرن نامی یتیم بچوں کے ادارے پر حملہ ہوا۔ وہاں بھی کافی نقصان ہوا۔ اس کی ذمہ داری کس نے قبول کی، یہ کنفرم نہیں ہے البتہ غالب امکان یہی ہے کہ شاید اس میں داعش ملوث ہو۔ اس کے بعد دو واقعات پھر کابل میں ہوئے۔ جن میں سے ایک بازار میں ہوا اور اس میں بہت زیادہ نقصان ہوا۔ افغان حکومت کے مطابق 104 افراد ہلاک اور 250 سے زائد زخمی ہوئے۔ لیکن افغان میڈیا جو اعداد و شمار بتا رہا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس واقعہ کی ذمہ داری طالبان نے قبول کی۔ اس کے بعد 29 جنوری کو سینڈس اکیڈمی میں دھماکہ ہوا جس میں 11 افراد ہلاک ہوئے، دو دہشت گرد مارے گئے، دو نے خود کو اُڑا لیا اور ایک پکڑا گیا۔ ان سارے واقعات میں ایک بات غور طلب ہے کہ یہ سارے ریڈ زون میں ہوئے جو کہ بہت زیادہ سکیورٹی والے علاقے ہیں۔ لہٰذا اس کا براہِ راست تعلق ٹرمپ کی ٹویٹ سے ظاہر ہوتا ہے اور ان واقعات کے بعد جو بیانات کابل اور واشنگٹن سے آئے ہیں ان میں بھی سارا الزام پاکستان پر لگایا گیا ہے کہ پاکستان ان لوگوں کو سپورٹ کرتا ہے جو افغانستان میں دہشت گردی کر رہے ہیں۔ حالانکہ خود پینٹاگون نے جو نقشہ جاری کیا ہے اس کے مطابق طالبان کا ہولڈ افغانستان کے جنوب، مشرق اور مغرب میں ہے۔ جبکہ حالیہ دھماکے کابل اور جلال آباد میں ہوئے ہیں جو کہ ریڈ زون ایریا ہے اور اس علاقہ میں امریکن اور افغان سکیورٹی فورسز کا ہولڈ ہے۔ کیونکہ کابل میں ہی انٹرنیشنل ایئرپورٹ ہے، امریکن افواج کے ٹھکانے ہیں۔ لہٰذا وہاں

مرتب: محمد رفیق چودھری

پر اگر دہشت گردی کے واقعات ہوتے ہیں تو ان پر سوالیہ نشان خود بخود لگ جاتا ہے۔ اسی طرح داعش کی وہاں کے ریڈ زون میں موجودگی اور دھماکے کی ذمہ داری قبول کرنا بھی اس سارے کیس پر سوالیہ نشان لگا دیتا ہے جو کیس پاکستان پر الزامات لگا کر اس کے خلاف بنایا جا رہا ہے۔ ان واقعات کے بعد امریکہ نے کہا ہے کہ وہ افغانستان میں ایسا اقدام کرے گا کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا۔ پاکستان پر الزام لگانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عالمی طاقتیں پاکستان کے خلاف ایسا ہی کوئی اقدام کرنا چاہ رہی ہیں جو نائن الیون کے بعد افغانستان کے خلاف اُٹھایا گیا تھا کہ ایسا کوئی دھماکہ ہو جس کا الزام پاکستان پر لگایا جائے اور پھر امریکہ اپنی پوری قوت کے ساتھ اس طرح حملہ آور ہو کہ کسی کو بولنے کی جرأت بھی نہ ہو۔

سوال: کیا ذمہ داری قبول کر لینا اس بات کی سند ہوتی ہے کہ جس نے ذمہ داری قبول کی ہے وہی دہشت گردی کے اس واقعہ میں ملوث ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: ایسے واقعات کی ذمہ داری قبول کرنا اس بات کی سند نہیں ہوتی کہ جس نے ذمہ داری قبول کی ہے اُسی نے ایسا کیا ہے۔ اس لیے کہ اس کا کوئی ثبوت فراہم نہیں کیا جاتا۔ حالیہ افغان دھماکوں کی ذمہ داری میڈیا پر افغان طالبان کی طرف سے قبول کی گئی ہے۔ حالانکہ ان دھماکوں میں زیادہ تر عام لوگ ہی مارے گئے۔ جبکہ افغان طالبان کی آج تک کی تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ انہوں نے ایسا کوئی حملہ کیا ہو جس میں عام لوگ مارے گئے ہوں۔ انہوں نے ایئرپورٹس پر حملوں کی کوشش کی، امریکی فوجی ٹھکانوں پر حملے کی کوشش کی۔ فوجی اکیڈمیز پر حملہ کی کوشش کی۔ یعنی وہ ان سے لڑنے کی کوشش کرتے ہیں جو ان سے لڑتے ہیں۔ جن سے اُن کو خطرہ ہے اور جنہیں شکست دے کر وہ سمجھتے ہیں ہم امریکہ کو کمزور کر لیں۔ امریکہ کو براہ راست ٹارگٹ کرنا یا امریکیوں کو ٹارگٹ کرنا افغان طالبان کے لیے بہت مشکل ہے۔ خاص طور پر اب جبکہ امریکی بہت کم تعداد میں وہاں رہ گئے ہیں اور جو ہیں وہ بھی انڈر گراؤنڈ جا چکے ہیں۔ اب زیادہ تر امریکہ کی تربیت یافتہ افغان فوج ہی افغان طالبان کے خلاف لڑتی ہے۔ لہٰذا افغان طالبان بھی امریکی اور افغان سکیورٹی اداروں کو ہی ٹارگٹ کرتے ہیں۔ حالیہ واقعات میں خاص طور پر جو بازار میں ہوا ہے اس میں بہت زیادہ تعداد میں سویلین کی اموات ہوئی ہیں اور میڈیا یہ کہہ رہا ہے کہ اس کی ذمہ داری طالبان نے قبول کی ہے۔ جبکہ افغان طالبان اپنی سکیورٹی کے پیش نظر بہت کم میڈیا سے رابطہ کرتے ہیں۔

سوال: کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میڈیا جن ہاتھوں میں ہے، وہ دہشت گردی کے واقعات کو ذمہ داری قبول کرنے کے نام پر جس کے سر چاہیں منڈھ دیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: بی بی سی کی ایک رپورٹ

کے مطابق امریکہ نے برطانیہ کی ایک ایجنسی کو 54 ملین ڈالرز اس لیے دیے تاکہ وہ عراق میں مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے جعلی ویڈیوز بنائے۔ ظاہر ہے یہ ویڈیوز مجاہدین کی طرف سے کسی دھماکے کی ذمہ داری قبول کرنے کی بھی ہوسکتی ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: سوات کی ایک ویڈیو جس میں طالبان ایک عورت کو کوڑے مار رہے تھے جب سامنے آئی تھی تو کہرام مچ گیا تھا۔ لیکن ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ یہ کسی کو بدنام کرنے کے لیے ہے۔ کیونکہ ویڈیو میں جو لوگ دکھائی دے رہے تھے انہوں نے گرمیوں کے کپڑے پہنے ہوئے تھے حالانکہ اس وقت وہاں شدید سردی تھی۔ پھر یہی ہوا کہ بعد میں وہ ویڈیو جعلی نکلی۔ موجودہ دور میں جنگ میں میڈیا کا ایک اہم کردار ہے اور وہ ہے پروپیگنڈا۔ لہٰذا ہمیں اب یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ذمہ داری قبول کرنا کوئی مصدقہ بات نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اب تو اصل سچائی بھی فوراً کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ پہلے سی آئی اے اپنی ڈی کلاسیفائیڈ دستاویز تیس سال بعد اوپن کرتی تھی مگر اب وکی لیکس اور دوسرے بہت سے ذرائع سچائی کو فوراً سامنے لے آتے ہیں۔ نائن الیون کا واقعہ ہوتے ہی جس طرح عالمی میڈیا نے فوراً آسمان سر پر اٹھالیا تھا کہ یہ سب اسامہ بن لادن نے کیا ہے، القاعدہ نے ذمہ داری قبول کر لی ہے وغیرہ لیکن بعد میں جلد ہی یہ ثابت بھی ہوگیا کہ یہ سب ڈراما پینٹاگون نے کیا تھا۔ لہٰذا عالمی میڈیا کے دعوؤں کو سچ ماننا یا ان کو آگے پھیلانا بذات خود دجالی قوتوں کے جال میں پھنسنے والی بات ہے۔ اسی لیے اسلام نے بغیر تحقیق کے کسی بھی خبر کو آگے پھیلانے سے سختی سے منع کیا ہے۔

سوال: حالیہ حملوں کی ذمہ داری طالبان اور داعش دونوں کی طرف سے قبول کی گئی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: داعش کا تعلق بنیادی طور پر شام اور عراق سے ہے۔ شروع میں اس کے بارے میں کہا گیا تھا کہ یہ صدام کی بعث پارٹی کے لوگ ہیں جو امریکی حملے کے بعد انڈر گراؤنڈ چلے گئے تھے اور اب منظم ہو کر ایک نئی صورت میں سامنے آئے ہیں۔ لیکن بعد میں وکی لیکس سمیت کئی ایسے ثبوت سامنے آئے جن سے ثابت ہوگیا کہ داعش کو بنانے اور سپورٹ کرنے والا خود امریکہ ہی تھا۔ خود ٹرمپ نے بھی یہ بیان دیا کہ داعش امریکی اسٹریٹجی کا ایک حصہ ہے۔ داعش نے اچانک خلافت کا نعرہ لگایا اور قابض افواج کے خلاف بڑی تیزی سے فتوحات حاصل کرتے ہوئے بعض علاقوں پر قبضہ بھی کرلیا۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان کے پاس اتنا اسلحہ اور ساز و سامان کہاں سے آیا؟ حالانکہ کسی بھی انڈر گراؤنڈ موومنٹ کے پاس اتنا اسلحہ نہیں ہوتا کہ وہ راتوں رات علاقوں پر قبضہ کرلے۔ انڈر گراؤنڈ موومنٹ زیادہ سے زیادہ گوریلا جنگ کرسکتی ہے، کسی علاقے پر قبضہ نہیں کرسکتی۔ داعش کا علاقوں پر تیزی سے قبضہ کرنا اور اسلحہ کے انبار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ امریکی سٹریٹجی تھی جس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ دنیا بھر سے جہادیوں کو ایک جگہ اکٹھا کرکے ان کا صفایا کردیا جائے۔ جبکہ افغان طالبان کا ایک جائز موقف ہے کہ ان کے ملک پر امریکہ نے ناجائز قبضہ کیا ہے۔ اس لیے وہ اس کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ اب ایسی جگہ سے اچانک داعش کا ظاہر ہونا اور وہ بھی ایسے علاقے سے جہاں امریکن اور افغان سکیورٹی فورسز کا ہولڈ ہے وہاں ان کا کارروائیاں کرنا اور ان کی ذمہ داری قبول کرنا اور پھر طالبان کے خلاف بھی لڑنا اور طالبان کا بھی داعش کو دشمن سمجھنا اور انہیں ختم کرنے کی کوشش کرنا، یہ سب یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ کوئی پلانٹڈ فورس ہے جو طالبان کے خلاف لڑنے کے لیے استعمال ہورہی ہے۔ وہ وہاں کی مقامی فورس نہیں ہے۔ اس میں انٹرسٹ یا تو امریکہ کا ہی ہوسکتا ہے یا پھر افغان فورسز کا۔

> ہمارے عدالتی نظام کا حال یہ ہے کہ ایک شخص کو دو سال قبل پھانسی ہوگئی مگر سپریم کورٹ نے اب اُسے بری کردیا ہے

ایوب بیگ مرزا: اگر داعش کو بنانے کا مقدمہ امریکہ پر قائم کیا جائے تو خود ٹرمپ اس کا وعدہ معاف گواہ بن رہا ہے۔ اب اس میں کسی ثبوت کی ضرورت بھی نہیں رہتی جبکہ مجرم خود اعتراف کررہا ہے۔ ٹرمپ نے نام لے کر بتایا کہ ہیلری کلنٹن اور اوبامہ نے داعش کو بنایا ہے۔ اسی طرح ٹرمپ نے پاکستان پر تمام تر الزامات لگانے کے باوجود یہ نہیں کہا کہ پاکستان داعش کو سپورٹ کررہا ہے۔ ان سب باتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ داعش کو کس مقصد کے لیے استعمال کیا جارہا ہے؟

سوال: امریکہ افغانستان میں بلیک واٹر اُتارنے کی تیاری بھی کررہا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ حالیہ واقعات سے اس کے لیے فضا ہموار کی جارہی ہو؟

ایوب بیگ مرزا: ان واقعات کے بعد ٹرمپ کا یہ کہنا کہ اب ہم افغانستان میں ایک نیا کام کریں گے اور وہ بڑا نتیجہ خیز اور فیصلہ کن ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اب صرف افغانستان میں ہی نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر پاکستان میں بھی کوئی اقدام اُٹھانا چاہتے ہیں۔ میری رائے میں پاکستان پر عراق یا لیبیا کی طرح حملہ کردینا اتنا آسان نہیں ہے۔ کیونکہ پاکستان ایک ایٹمی ملک ہے۔ لیکن تشویش اس حوالے سے ہے کہ جس طرح انہوں نے داعش ایک دم افغانستان میں پیدا کرلی اسی طرح وہ پاکستان میں بھی داعش یا بلیک واٹر نہ پیدا کردیں۔ پہلے بھی یہاں داعش داخل کردی گئی تھی لیکن ہماری سکیورٹی ایجنسیز نے بڑی مہارت سے انہیں پاکستان سے نکالا ہے۔ اس حوالے سے ان کا اقدام پاکستان میں پہلے سے ہی ناکام ہوچکا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ دوبارہ ایسا نہیں کریں گے۔ ہوسکتا ہے ان کا منصوبہ پہلے سے زیادہ زوردار انداز میں اس حربے کو آزمانا ہو۔

سوال: وہ ایسا کرکے حاصل کیا کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ان کا اصل ٹارگٹ ہمارا نیوکلیئر پروگرام ہے جو نہ تو امریکہ کو قبول ہے، نہ اسرائیل کو اور نہ ہی انڈیا کو۔ لیکن پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کی سکیورٹی دیگر ایٹمی ممالک سے کہیں زیادہ اور بہتر ہے۔ اسی بہترین سکیورٹی سسٹم پر سوالیہ نشان لگانے کے لیے انہوں نے پہلے بھی بہت کوششیں کیں لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ اب بھی وہ یہی چاہتے ہیں کہ ملک میں انتشار پیدا ہو اور اس کے لیے وہ بلیک واٹر، داعش وغیرہ کو پاکستان میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے بھی انہوں نے بلیک واٹر کو پاکستان میں داخل کیا تھا، ریمنڈ ڈیوس سمیت کچھ کو نکالا گیا، کچھ شاید اب بھی موجود ہوں گے اور کچھ کو مزید داخل کرنے کی کوشش بھی ہوگی۔ مقامی لوگ بھی ان کو مل جاتے ہیں۔ ان ساری کوششوں کا مقصد اصل میں یہ ہے کہ ملک میں انتشار پیدا کردیا جائے اور اس کی آڑ لے کر پاکستان کے خلاف کوئی بڑا اقدام کیا جائے۔ اسی لیے واشنگٹن سے اس طرح کے بیانات آرہے ہیں اور پاکستان کے خلاف ایک کیس تیار کیا جارہا ہے۔ جبکہ دوسری طرف پاکستان میں نہ کوئی permanent وزیر خارجہ ہے اور نہ وزیر دفاع ہے۔ سیاستدانوں میں جوتوں میں دال بٹ رہی ہے، ہر طرف نفسانفسی ہے۔ ہمارے ہاں جو ٹاک شوز ہوتے ہیں وہ سب اس بحث سے مبرا ہیں، کسی کو فکر ہی نہیں ہے کہ دنیا میں ہمارے خلاف کیا پلاننگ ہورہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: دشمن طاقتوں کی ایک اور سکیم بھی

بُری طرح ناکام ہوئی ہے۔ انتشار پھیلانے کے لیے ان کا ایک بڑا ہدف کراچی تھا۔ دوسرے علاقوں کی نسبت کراچی میں حالات کو خراب کرنا اور اس بہانے کراچی پر قبضہ کرنا ان کے لیے آسان بھی تھا لیکن یہ اللہ کا فضل تھا کہ وہ شخص ہی غیر موثر ہوگیا جس کے ذریعے عالمی طاقتیں یہ شیطانی کھیل کھیل رہی تھیں۔ لیکن ان کی کوشش اب بھی جاری ہے۔

سوال: کچھ عرصہ سے پاکستان میں ماورائے عدالت قتل کا سلسلہ جاری ہے اور اب عوام میں اس حوالے سے کافی غم وغصہ نظر آرہا ہے؟ اسلام اس حوالے سے کیا کہتا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اسلام تو ایک عادلانہ نظام پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام عادل بھی ہے اور وہ عدل کو پسند کرتا ہے۔ قرآن مجید میں بار بار اللہ تعالیٰ نے عدل کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

''اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو'' (النساء:58)

''اے اہل ایمان' کھڑے ہو جاؤ پوری قوت کے ساتھ عدل کو قائم کرنے کے لیے اللہ کے گواہ بن کر خواہ یہ (انصاف کی بات اور شہادت) تمہارے اپنے خلاف ہو یا تمہارے والدین کے یا تمہارے قرابت داروں کے۔'' (النساء:135)

اسلامی تعلیمات تو یہ ہیں کہ کسی بے گناہ کو سزا نہیں ملنی چاہیے۔ یہاں تک کہ شک کا فائدہ بھی ملزم کو ملنا چاہیے۔ سو گناہ گار چھوٹ جائیں مگر کسی ایک بے گناہ کو سزا نہ ملے۔ ہمارے ہاں انصاف کا حصول اتنا مشکل بنا دیا گیا ہے کہ لوگ بھی یہ جان چکے ہیں کہ ہماری عدالتیں انصاف کی فراہمی میں ناکام ہو چکی ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو بھی چاہے وہ قانون اور انصاف کو اپنے ہاتھ میں لے لے یا prosecute کرنے والا خود جج بھی بن جائے۔ جج کے سامنے بھی جو ثبوت پیش کیے جاتے ہیں وہ انہی کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کا پابند ہے۔ وہ خود گواہ نہیں بن سکتا اور نہ ہی وہ prosecuter بن سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے بڑھ کر کوئی عادل ہو سکتا ہے؟ آپؐ فرماتے تھے کہ ہو سکتا ہے کوئی اپنی چرب زبانی سے مجھ سے اپنے حق میں فیصلہ لے لے حالانکہ وہ جانتا بھی ہو کہ وہ حق پر نہیں ہے تو اس نے جہنم کی آگ کا ٹکڑا خرید لیا۔'' لہٰذا اسلام میں ماورائے عدالت قتل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ایوب بیگ مرزا: اصل بات یہ ہے کہ دیگر اداروں کی طرح ہمارا عدالتی نظام بھی بالکل فرسودہ ہو چکا ہے بلکہ انصاف کی فراہمی کے لحاظ سے بالکل ختم ہو چکا ہے۔ آج ہی ایک ایسے کیس کا فیصلہ آیا ہے جو آج سے پورے ایک سو سال پہلے یعنی 1918ء میں دائر ہوا تھا۔ یہ زمین کا ایک کیس تھا جس کا فیصلہ ایک صدی بعد آیا ہے۔ یہ عدالتی نظام وہ ہے جو ہم نے انگریز سے لیا ہے۔ ایک تو یہ ایسا نظام ہے جو انگریز نے غلاموں کے لیے بنایا تھا اور دوسرا اس میں ہم نے رشوت ستانی اور جھوٹی گواہیوں کے ذریعے مزید خرابیاں پیدا کر لی ہیں۔ ابھی حال ہی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص کو پھانسی ہوئے دو سال ہو گئے تھے لیکن اس کے بعد سپریم کورٹ نے اس کو بری کر دیا۔ عدلیہ کی یہ خرابیاں اپنی جگہ ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کسی کو بغیر مقدمہ چلائے سزا دی جائے۔ ہمارے ہاں

> بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ پولیس جرائم پیشہ افراد کو بلیک میل کرتے ہوئے انہیں اپنے ناجائز مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے اور جب وہ پولیس کے لیے بوجھ بن جاتے ہیں تو انہیں پولیس مقابلے کے نام پر قتل کر دیا جاتا ہے۔

اب تو یہ بھی ہو رہا ہے کہ بے گناہ لوگوں کو اُٹھایا جاتا ہے اور انہیں پولیس مقابلے میں مار دیا جاتا ہے۔ جیسا کراچی کے حالیہ واقعہ میں ہوا ہے۔ راؤ انور SP تھا لیکن اس کے پاس اختیارات SSP کے تھے۔ پنجاب اور سندھ میں ایسے واقعات زیادہ ہو رہے ہیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ پولیس جرائم پیشہ افراد کو بلیک میل کرتے ہوئے انہیں اپنے ناجائز مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے اور جب وہ پولیس کے لیے بوجھ بن جاتے ہیں تو انہیں پولیس مقابلے کے نام پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ ایسے مقابلوں میں صرف ایک SSP نے 444 افراد کو مارا ہے۔ اخبارات میں جو اس طرح کی سرخیاں آرہی ہوتی ہیں وہ خود چیخ چیخ کر بتا رہی ہوتی ہیں کہ کسی بے گناہ کو مارا گیا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارا جو عدالتی نظام ہے اس کو درست کیا جائے۔ ہمارے چیف جسٹس صاحب کے اکثر اخبارات میں بیانات آتے رہتے ہیں کہ ہم عدلیہ کی تاریخ میں کچھ نیا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ عدالتی نظام میں موجود خرابیوں کو دور کرنے کے لیے بنیادی تبدیلیاں کریں۔ خاص طور پر پولیس اور قانون شہادت کے حوالے سے ضروری تبدیلیاں لائی جائیں۔ مرکزی اور صوبائی حکومت اس کی ذمہ دار ہیں۔ صرف اخباری خبر دینے سے تو یہ نظام ٹھیک نہیں ہو جائے گا۔ اسلامی نظام تو یہ ہے کہ جب تک کسی کے خلاف جرم کا ثبوت نہ مل جائے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔ حضرت عمرؓ کو جس ایرانی غلام نے شہید کیا اس نے پہلے آپؓ کو دھمکی دی تھی اور حضرت عمرؓ کو بھی معلوم تھا کہ اس نے دھمکی دی ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ جبکہ ہمارے ہاں خبریں آتی ہیں کہ فلاں ایجنسی نے بندوں کو اُٹھا لیا، ان کا سالوں پتہ نہیں چلتا اور گمان یہی ہوتا ہے کہ ان کو مار دیا گیا ہے۔

سوال: ہمارے عدالتی نظام کی خرابیوں کی وجہ سے مجرم چھوٹ جاتے ہیں۔ پھر انہیں سزا کیسے دی جائے؟

ایوب بیگ مرزا: اصل ضرورت اس نظام کو تبدیل کرنے کی ہے۔ یہ کوئی جواز نہیں بنتا کہ چونکہ عدالتی نظام ٹھیک نہیں ہے، لوگ اپنے اثر رسوخ کی وجہ سے اور عدالتی نظام میں موجود خرابیوں کی وجہ سے چھوٹ جاتے ہیں لہٰذا مجرموں کو اُٹھاؤ اور ویرانے میں لے جا کر مار دو اور اس کو پولیس مقابلے کا رنگ دے دو۔ اس سے انصاف قائم نہیں ہوتا بلکہ اُلٹا لوگوں میں بے چینی، غصہ اور انتشار پیدا ہوگا اور اس سے مزید مجرم پیدا ہوں گے۔ عدلیہ سب سے پہلے اپنے ادارے کی طرف توجہ دے۔ دونوں کام نہ کرے۔ کہتے ہیں justice delayed is justice denied۔ اسی طرح justice hurried is justice buried۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے ہاں جو فوجی عدالتیں قائم ہوتی ہیں ان میں justice buried والی بات ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایک توازن قائم ہونا چاہیے۔ لیکن کس کس خرابی کا ذکر کریں۔ جب یہاں فوجی عدالتیں بنی تھیں تو تب اس شرط کو آئینی ترمیم کا حصہ بنایا گیا تھا کہ یہ فوجی عدالتیں دو سال کے لیے ہوں گی اور اس عرصہ میں حکومت قانون سازی کر کے اپنے عدالتی نظام کو درست کرے گی تاکہ فوری انصاف ممکن ہو سکے۔ مگر ان دو سالوں میں اس حوالے سے ایک میٹنگ بھی نہیں ہوئی۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

آپ اپنا جہاں پیدا کرے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

انتہا پسندی کا پہاڑہ اور روشن خیالی کی تسبیح پڑھتے پاکستان کن تاریک تہذیبی جنگلوں میں جا بھٹکا ہے!

اے تہی از ذوق و شوق و سوز و درد
می شناسی عصرِ ما با ما چہ کرد!

اے ذوق وشوق اور روح کے سوز و درد سے محروم! تم نہیں جانتے کہ دورِ حاضر نے ہمارے ساتھ کیا کر ڈالا۔

از جمالِ مصطفیٰ ﷺ بیگانہ کرد۔ نورِ نبوت، جمالِ نبوت تعلیم وتہذیبِ نبوی ﷺ سے نا آشنا، محروم کر دیا۔ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ۔ دو ہفتوں سے اعصاب شکن خبریں ملک کے طول وعرض سے اُمڈ اُمڈ کر آ رہی ہیں۔ چہار جانب متعفن روشن خیالی کے بدبودار لاشے۔ 9/11 کے بعد پاکستان جس راہ پر چلا اس کا منطقی نتیجہ برآمد ہوا ہے۔ اخلاقی دیوالیہ پٹ گیا۔ عمران جیسا سفاک درندہ اور مظلوم بچی زینب کا المیہ، نیز ترقی پسندی کے کئی اور پھوڑے جا بجا پاکستان کے جسدِ اخلاقی پر ابھر آئے۔ ایک کہانی سے نمٹتے نہیں کہ ایک اور جگر پاش کہانی ابھر آتی ہے۔ کراچی یونیورسٹی، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، کوہاٹ میڈیکل کی طالبہ، مری (پھگواڑی) کی رگیدی گئی خاتون۔ زمین تھرّا اٹھی۔ ملک کے طول وعرض زلزلہ بر اندام ہو گئے۔

سیکولرازم کے مریضوں کے سوا سب جانتے ہیں کہ بدکاری کی پاداش میں زلزلے آیا ہی کرتے ہیں۔ دل بہلاوے کو دھیان بٹانے کو، زلزلوں کی ارضیاتی سائنس پڑھائی جاتی ہے۔ لیکن اس حقیقت سے مفر نہیں کہ ارضیاتی سائنس رب تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ ارضیاتی پلیٹوں کا اختیار رب السماوات والارض کے پاس ہے! ہم فالٹ لائن پر بیٹھے ہیں (ماہرین کہہ رہے ہیں) بلاشبہ ہم ارضیاتی اور روحانی ہر اعتبار سے فالٹ لائن (قصور لائن) پر جا بیٹھے ہیں۔ معصوم بچوں پھول کلیوں کو مسل کر ڈالر پاؤنڈ کمانے والے حریص درندوں کی کہانیاں۔ دوسری جانب راؤ انوار کی صورت قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا جانا عین مقتدرین اور ملک کے والی وارثوں کی ناک کے نیچے! نقیب اللہ کے ساتھ مقابلے میں مارا گیا صابر، اینٹوں کے بھٹے کا مزدور اور ملتان میں مسجد کا مؤذن تھا جس کا خون حلال جانا گیا! سادہ کپڑوں والے اہلکار اٹھا کر لے گئے تھے (ہزاروں ایسی کہانیوں کی طرح)۔ خوش نصیب تھا کہ ایک ماڈل خوبرو نوجوان کے ساتھ مارا گیا تو نام اور تذکرہ سوشل میڈیا کے ذریعے اخباروں میں بھی آ گیا۔ گھر والوں کو خبر ہو گئی اور جا کر لاش وصول کر لی۔ دہشت گردی کے نام پر جو اندھیر نگری چوپٹ راج ہوا یہ ایک کہانی تو مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ طالبان اور دہشت گردی کے عنوان تلے ٹارگٹ کلنگ، راؤ انوار کے نجی عقوبت خانے، اغوا برائے تاوان کی کہانیاں بھی اب زبان زدِ خاص وعام ہیں۔ زمین تھرّا کیوں نہ اٹھے۔

پچھلے دنوں قومی بیانیہ بعنوان پیغامِ پاکستان زور شور سے پیش ہوا۔ بلاشبہ پاکستان کو لاقانونیت سے بچانا اور عوام کو امن اور تحفظ دینا ترجیح اول ہے۔ اس پر دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ تاہم کچھ سوالات تصویر کا دوسرا رخ دیکھ کر اٹھتے ہیں۔ یہ بھی جواب طلب اور فتویٰ طلب ہیں۔ شریعت کی رو سے سوشل یا غیر سوشل میڈیا جو کچھ دکھا رہا ہے، نیٹ کیفے، موبائلوں کی دنیا میں کم عمر بچوں نوجوانوں کی دسترس میں جو کچھ لایا گیا ہے (جس کا نتیجہ گھناؤنے جرائم کی صورت ہم بھگت رہے ہیں) اس پر بھی فتویٰ یا بیانیہ درکار ہے؟ بل بورڈز، فیشن ریمپ پر اٹھلاتی حرافائیں اور ان کی تشہیر بارے شریعت کا بیانیہ کیا ہے؟ شریعت کی رو سے امریکہ کا افغانستان (برادر مسلمان ملک) پر غاصبانہ قبضہ اور ہمارا اکمل تعاون بھی فتویٰ طلب ہے۔ ماورائے عدالت، ماورائے قانون پکڑ دھکڑ، اغوا، لاپتگی، قتل بھی فتویٰ طلب ہے۔ سینکڑوں مسلمانوں کا ڈالروں کے عوض امریکہ کے ہاتھ بیچا جانا بشمول عافیہ صدیقی شریعت کی رو سے کیسا ہے؟ (اعتراف: پرویز مشرف)

شفاف انصاف شہری کا حق ہے۔ علمائے کرام کی جانب قوم کی نگاہیں اپنے اس حق کے تحفظ کے لیے بھی اٹھتی ہیں۔ اب تو ٹرمپ کا مارا امریکہ ہمیں بے ننگ ونام ٹھہرا چکا۔ کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم یوٹرن لے کر امریکہ کی خوشنودی کے لیے وضع کردہ داخلہ خارجہ پالیسی درست کر لیں؟ ان پالیسیوں نے ہمیں کہیں کا نہ چھوڑا۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم۔ قرآن کے آئینے میں ہماری صورت اس آیت سے کچھ مختلف تو نہیں: آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ذلت وخواری، اور پستی وبدحالی ان پر مسلط ہو گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے۔ یہ نتیجہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیات سے کفر کرنے لگے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے۔ یہ نتیجہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور اس بات کا کہ وہ حدودِ شرع سے نکل نکل جاتے تھے۔ (البقرة:61)

پاکستان پر مستقل یہ دباؤ رہتا ہے کہ اقلیتوں کے حقوق ادا کیے جائیں۔ اس ضمن میں ہم مغرب کی خوشنودی میں دُہرے ہوئے رہتے ہیں۔ برطانیہ میں مشرقی لندن میں تبلیغی مرکز اور الیاس مسجد کے لیے 16 سال سے جاری جنگ ملاحظہ ہو۔ 1995ء میں یہ زمین مسلمانوں نے 1.6 ملین پاؤنڈ میں خریدی تھی۔ فی الوقت اس میں 2500 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اسے 9500 نمازیوں کے لیے بنانے کا پلان تھا۔ برطانوی جج کے مسلمانوں کے خلاف غیر منصفانہ فیصلے کے نتیجے میں موجودہ مسجد وملحقہ تعمیرات گرائے جانے کا خدشہ ہے۔ مقامی کونسل یہ میگا (Mega) مسجد کی تعمیر قبول کرنے پر کسی طور پر رضامند نہیں۔ مسلمانوں نے یورپی یونین کورٹ برائے حقوقِ انسانی میں اپیل دائر کر رکھی ہے۔ اگر یہاں سے حکمِ امتناعی مسجد کے حق میں جاری نہ ہوا تو اس کے گرائے جانے کا قوی خدشہ ہے۔ ہمیں اقلیتوں کے حقوق پڑھانے والے پاکستان میں عظیم الشان گرجوں کی فراوانی ملاحظہ فرما لیں۔ برطانوی سامراجی دور سے ایکڑوں پر محیط بہترین زمینیں تمام بڑے شہروں چھاؤنیوں میں گرجوں اور مشنری مدارس کے لیے وقف ہیں۔ جنہیں کبھی میلی آنکھ سے نہیں دیکھا گیا۔ مساجد بیشتر گندے نالوں کے کنارے (زور زبردستی) بمشکل تمام جگہ پاتی ہیں۔ پشاور میں ایڈورڈ کالج وگرجا، فارمین کرسچن (FC) کالج لاہور، مرے کالج سیالکوٹ چند مثالیں ہیں۔ مشنری سکول سینٹ

میریز، سینٹ پال، کونونٹ تو پھلیں پھولیں، مملکتِ خداداد پاکستان میں جامعہ حفصہ جلادی جائے۔ مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ، مدرسہ عبداللہ بن عمرؓ غمگین نگاہوں سے دیکھے جائیں۔ میگا چرچ تو ہوں میگا مسجد پر مسلمانوں کے حق کے لیے قانونی جنگیں لڑنی پڑیں۔

اسلام اور مسلمانوں سے روز افزوں ضد اور نفرت کے اقدامات ہرجا ہویدا ہیں۔ ٹرمپ نے اپنے سالانہ خطاب میں اپنی روایتی نفرت انگیزی کا مظاہرہ کیا ہے ،گوانتا نامو بے جیل خانہ کھلا رکھنے کا اعلان فرمایا ہے۔ بڑھک ماری ہے کہ ہم سب مل کر امریکہ کو مضبوط، محفوظ اور قابلِ فخر بنارہے ہیں اور یہ کہ پچھلے ایک سال میں توقع سے بڑھ کر کامیابی ملی ہے۔ اگرچہ افغانستان میں امریکہ کو پے در پے چرکے اٹھانے پڑے ہیں۔ ٹرمپ کے سابقہ انتخابی مشیر سمیت 4 امریکی تو صرف ہوٹل پر حملے میں مارے گئے ہیں۔ کابل کے ریڈزون کی بھاری بھرکم سکیورٹی کے پرخچے اڑ گئے لگاتار تین حملوں میں۔ افغانستان کی زمین پر چلنا امریکہ کے لیے انگاروں پر چلنے جیسا ہوگیا۔ صرف فضائی بارود برسا کر جیسے تیسے دھونس جمارہے ہیں۔

امریکی مہم جوئی افغانستان میں بہت مہنگی پڑی۔ 17 سالوں میں ملک اجاڑ کر، اسے پوست کا جنگل بنا کر آج بھی ناکام ونامراد شکست خوردگی سے دوچار ہے۔ ابوجہل کی طرح۔ جسے بدر میں جنگ لڑنے سے روکا گیا تو اس نے بڑھک ماری: ہم شراب پئیں گے، گانے سنیں گے، دعوت اڑائیں گے، دنیا ہماری فتح دیکھے گی۔ پلک موڑ میں گیا تھا۔ اور پھر رہتی دنیا تک کے لیے نمونہ عبرت بنا۔ اللہ کا وعدہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے: جو میرے اولیاء سے دشمنی کرے گا میں خود اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور اللہ سے جنگ کون جیت سکتا ہے! بے سروسامان افغان، سپر پاور کو ناکوں چنے چبوار ہے ہیں۔ نجانے ٹرمپ کونسی کامیابیوں کے راگ الاپ رہا ہے۔ یہ بہر صورت واضح ہے کہ ٹرمپ پاکستان دشمنی میں لگی لپٹی رکھنے کا بھی قائل نہیں ہے۔ بھارت اور اسرائیل دوستی میں بھی وارفتگی کا برملا اظہار ہے۔ ملکی سلامتی کے لیے امریکہ پر انحصار ہماری آپشن نہیں ہے۔ اس کے چنگل سے نکلنا از بس لازم ہے۔

پھونک ڈالے یہ زمین و آسمانِ مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

❀❀❀

قبلہ اوّل کی فضیلت۔ تاریخی پس منظر

مفتی کفایت اللہ ہاشم

بیت المقدس

دین اسلام کا شعار، قبلہ اوّل، روئے زمین کی دوسری مسجد، ہمارا تیسرا حرم ہے، یہ ہمیشہ سے مسلم ریاست کے طور پر آثار اسلام کے ماتھے کا جھومر ہے۔ اس کے ایک ذرے پر بھی کسی غیر مسلم کا کوئی حق نہیں، مسجد اقصیٰ کو جلیل القدر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی جبین نیاز کا بوسہ لینے کا شرف حاصل ہے، یہاں وحی کا نزول ہوتا رہا ہے اور قرآنی شہادت کے مطابق برکات آسمانی بے پایاں رحمت کی شکل میں اس کی مقدس چاردیواری میں اترتی رہی ہیں۔ مسجد اقصیٰ عام مساجد سے بہت بلند اور اونچی شان رکھتی ہے۔ اس کے دامن میں بے بہا برکتیں اور سعادتیں ہیں، اہل ایمان کے دلوں میں اس مسجد کی محبت رچی بسی ہوئی ہے۔ قرآن وسنت میں اس مسجد کی فضیلت پر کئی دلائل اور ارشادات موجود ہیں۔

اس مسجد کی ایک فضیلت اور خصوصیت یہ ہے کہ یہ مسجد ان تین مساجد میں شامل ہے جن کی طرف سفر کرنے کی بطور خاص اجازت دی گئی ہے اور اس کی طرف سفر کرنے کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔

(1) مسجد اقصیٰ کی اہمیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لا تشد الرحال الا الی ثلاث مساجد: المسجد الحرام، ومسجد الرسول، ومسجد الاقصٰی'' (بخاری:9811)

ترجمہ ''تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے (اور وہ تین مساجد یہ ہیں): مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ'' یعنی: اگر کوئی انسان عبادت اور تقرب الی اللہ کی نیت سے کسی مسجد کی طرف سفر کر کے جانا چاہتا ہے تو باقی مساجد ثواب کے اعتبار سے برابر ہیں اس لیے ان مساجد میں کسی کو کسی پر ترجیح حاصل نہیں لیکن یہ تین مساجد اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، اس لیے ان کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔

(2) مسلمانوں کا قبلہ اوّل

جب تک مسلمانوں کے لیے کعبہ شریف قبلہ مقرر نہیں کیا گیا تھا اُس وقت تک مسلمانوں کے لیے قبلہ یہی ''مسجد اقصیٰ'' تھی، اس طرح یہ مسلمانوں کا پہلا قبلہ تھی، اس بنیاد پر اس کی جو فضیلت اور مسلمانوں کے دل میں اس کا جو مقام ہونا چاہیے وہ بالکل واضح ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے تقریباً 16 یا 17 مہینوں تک نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں، پھر ہمارا قبلہ کعبہ کو مقرر کر دیا گیا۔ (بخاری:2933)

(3) زمین پر قائم ہونے والی دوسری مسجد

مسجد اقصیٰ کی فضیلت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس زمین پر بیت اللہ کے بعد جو مسجد قائم ہوئی وہ یہی مسجد اقصیٰ ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: مسجد حرام...... میں نے پھر پوچھا: اس کے بعد؟ (یعنی مسجد حرام کے بعد کون سی مسجد بنائی گئی؟) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسجد اقصیٰ''...... (بخاری:6633)

(4) مبارک سرزمین سے نسبت

مسجد اقصیٰ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ یہ مسجد جس سرزمین پر واقع ہے اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو مبارک قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ﴾ (الاسراء:1)

''پاک ہے وہ ذات جس نے راتوں رات اپنے بندے کو

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے۔''

بعض اہل علم فرماتے ہیں: اگر اس مسجد کے لیے اس قرآنی فضیلت کے علاوہ اور کوئی فضیلت نہ ہوتی تب بھی یہی ایک فضیلت اس کی عظمت و بزرگی اور شان کے لیے کافی تھی۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ مفید عبارت بھی نقل کر دی جائے جو شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرمائی ہے کہ:

''جس ملک میں ''مسجد اقصیٰ'' واقع ہے وہاں حق تعالیٰ نے بہت سی ظاہری اور باطنی برکات رکھی ہیں، مادّی حیثیت سے چشمے، نہریں، غلے، پھل اور میووں کی افراط اور روحانی اعتبار سے دیکھا جائے تو کتنے انبیاء ورسول (علیہم السلام) کا مسکن ومدفن اور ان کے فیوض وانوار کا سرچشمہ رہا ہے۔''
(تفسیر عثمانی)

(5) سرزمین محشر

مسجد اقصیٰ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ یہ جس سرزمین پر واقع ہے وہ سرزمین حشر ونشر کی جگہ ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں بتلایئے؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سرزمین حشر ونشر کی جگہ ہے۔'' (ابن ماجہ)

(6) معراج رسول ﷺ کی ایک منزل

مسجد اقصیٰ کی ایک یہ فضیلت بھی قابل ذکر ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کو عظیم اعزاز معراج کی صورت میں عطا فرمایا، جو ایک عظیم معجزہ بھی ہے، تو سفر میں ایک اہم منزل وہ پڑاؤ تھا جو آپ نے مسجد اقصیٰ میں فرمایا، پھر یہی وہ جگہ ہے جہاں سے آپ کو آسمان کی بلندیوں کی طرف لے جایا گیا۔

(7) نماز کے ثواب میں کئی گنا اضافہ

اس مسجد کی ایک اہم فضیلت یہ بھی ہے کہ اسلام کے اہم ترین رکن نماز کا اجر وثواب اس مسجد میں کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مسجد کا مقام ومرتبہ دیگر مساجد کے مقابلے میں ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے اس موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد (یعنی مسجد نبوی) کی فضیلت زیادہ ہے یا بیت المقدس والی مسجد (یعنی مسجد اقصیٰ) کی؟ چنانچہ یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری مسجد میں پڑھی جانے والی ایک نماز اس مسجد (مسجد اقصیٰ) کی چار نمازوں سے افضل ہے۔ اور وہ نماز کی جگہ تو بہت ہی خوب ہے! عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کو اگر گھوڑے کی ایک لگام کے برابر بھی کوئی ایسی جگہ مل جائے کہ جس سے وہ مسجد اقصیٰ کی زیارت کر سکیں تو ان کے نزدیک یہ زیارت پوری دنیا سے بہتر ہوگی۔'' (حاکم: 509/4)

اللہ اکبر! یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی نبوت کی نشانیوں میں سے اور پیشین گوئیوں میں سے ہے۔ اس میں آپ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ ایک وہ وقت آئے گا جب مسلمانوں کے دلوں میں اس مسجد کی قدر وقیمت بہت بڑھ جائے گی اور اس مسجد کے بارے میں دشمنانِ اسلام کی عداوتیں بہت بڑھ جائیں گی، ان کی عداوتوں کی وجہ سے مسلمان اس مسجد کے لیے ترسیں گے حتیٰ کہ انسان یہ سوچے گا کہ کاش اگر مجھے گھوڑے کی لگام جتنی کوئی ایسی جگہ بھی مل جاتی جہاں سے مسجد اقصیٰ کو دیکھ لیتا تو وہ اس خوشی کو دنیا بھر کی خوشیوں سے بہتر سمجھے گا!

(8) تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی اجتماع گاہ

ایک طویل حدیث میں، جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے اسی مسجد میں سب انبیاء علیہم السلام کی نماز میں امامت فرمائی، حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں: ''فحانت الصلوٰۃ فأممتھم'' (صحیح مسلم) نماز کا وقت آیا تو میں نے ان کی امامت کرائی۔''

(9) دجال سے محفوظ جگہ

مسجد اقصیٰ ایک ایسی پاکیزہ سرزمین میں واقع ہے، جہاں ''کانا دجال'' بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔ جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے: ''وہ دجال ساری زمین گھومے گا مگر حرم اور بیت المقدس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ (مسند احمد)

❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی ہمشیرہ، عمر 27 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، بی ایڈ، پرائیویٹ سکول میں ٹیچر کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-1870338

☆ رفیق تنظیم، عمر تقریباً 40 سال، الیکٹرانکس انجینئر، ذاتی کاروبار، دوسری شادی کا متمنی، دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات اور عمر کی کوئی قید نہیں۔
برائے رابطہ: (091) 912 1102

☆ راجپوت فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 28 سال، تعلیم بی کام، لوہا مارکیٹ مصری شاہ میں ذاتی کاروبار، کے لیے دینی مزاج کی حامل فیملی سے رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0321-6366408
0321-3004554

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی بہن، عمر 31 سال، تعلیم ایف اے صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-1870338

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی گلزار ہجری کے رفیق سید اقبال احمد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0322-2083337

☆ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق محمد ممتاز حسنین کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0303-7097787

☆ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق عبدالسمیع کے بہنوئی وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0306-6092995

☆ حلقہ جنوبی پنجاب شوکت حسین انصاری کے ماموں وفات پاگئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

پاکستان میں اسلامی حکومت کا قیام اور ہماری سیاسی جماعتیں

محمد سمیع

محمود شام بزرگ دانشور اور صحافی ہیں۔ راقم کے ناقص علم کے مطابق ان کا تعلق بائیں بازو کی صحافت سے رہا ہے۔ ہوسکتا ہے اور اللہ کرے کہ ان کے ہیئت قلبی ہوچکی ہو جبھی انہوں نے اپنے ایک حالیہ کالم میں تحریر فرمایا ہے کہ ''پاکستان میں ایک سچے اسلامی نظام کی خواہش کے پیچھے بہت سے عوامل ہیں۔ اسے ایک جذباتی نعرہ سمجھنا حقائق سے روگردانی ہے۔ اس کے پس منظر میں ستر برس کی ناانصافیاں ہیں۔ اکثریت پر ٹوٹنے والے مظالم ہیں۔ چند خاندانوں کا وسائل پر مسلسل قبضہ ہے۔ دیہات میں رہنے والے اصل پاکستانیوں پر جاگیرداروں کا تسلط ہے۔ خواندگی کی سب سے کم شرح ہے۔ پنجاب، سندھ، بلوچستان اور کے پی کے کے قبائل میں ابھی تک پندرھویں، سولہویں صدی کا تسلط ہے۔'' کوئی یہ بات مانے یا نہ مانے حقیقت یہ ہے کہ یہ صورتحال اسی نظام کا شاخسانہ ہے جو نہ اپنی اصل میں جمہوریت ہے اور نہ آمریت۔ سیاسی جماعتیں آمرانہ انداز میں حکومتیں چلاتی رہی ہیں اور آمر حضرات اپنی آمریت پر پردہ ڈالنے کے لیے پاکستان کی خالق جمہوری پارٹی کا سہارا لیتے رہے ہیں۔ جبھی یہ تلاش کرنا پڑتا ہے کہ اصلی تے وڈی مسلم لیگ کون سی ہے کہ اس کے اتنے دھڑے بن گئے ہیں کہ تمیز کرنا محال ہے۔ جیسے کسی عیسائی دانشور سے سوال کیا گیا کہ اتنی ساری بائبلیں موجود ہیں، ذرا بتائیں کہ اصلی بائبل کون سی ہے تو ان کا جواب یہ تھا کہ None of them is Bible but Bible is in them. بطور تفنن یہ واقعہ بھی بیان کردوں کہ ایک موقع پر جماعت اسلامی کے رہنما محمود اعظم فاروقی نے یہ کہا تھا کہ مسلم لیگ وہ بیوہ ہے جسے جو چاہے اغوا کرلیتا ہے۔ بہرحال مسلم لیگ کے یہ سارے دھڑے یا تو آمروں نے بنائے یا سیاستدانوں نے اپنے مفاد کے حصول کے لیے بنائے۔ ہمارا موجودہ نظام ایک ایسی قوم نے اختیار کیا ہے جو صدیوں فرنگیوں کی غلام رہی لہٰذا اس کا دعویٰ ہے کہ یہ ایک جمہوری نظام ہے حالانکہ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ یہ نہ جمہوری نظام ہے اور نہ آمریت بلکہ دونوں کا ملغوبہ ہے۔ ویسے یہ تاثر عام ہے کہ ایک مقتدر طبقہ ہے جو ہر دو طرح کی حکومتوں کی پشت پر رہا ہے یا خود حکومت پر فائز رہا ہے۔ واللہ اعلم۔ اس نظام کو ماضی کی اس غلام قوم نے اپنی آزادی کے بعد بھی پسند کررکھا ہے۔ عام سیاسی جماعتوں کے قائدین پر تو یہ اعتراض کرنا عبث ہے کہ وہ جمہوری نظام کا راگ کیوں الاپتی ہیں کیونکہ ان کے پیش نظر اسلامی نظام ہے ہی نہیں اور نہ وہ اس کے قیام کی دعویدار ہیں۔ البتہ ہمیں ان جماعتوں کے قائدین پر اعتراض کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے اپنے دعوے کے برعکس وہ جمہوریت کی نیلم پری کے عاشق کیوں بنے ہوئے ہیں۔ ان کا یہ طرز عمل تو ان کے دعوے سے متضاد ہے۔ بہرحال علامہ اقبال کا یہ شعر ہماری تمام سیاسی جماعتوں پر ہی نہیں بلکہ ان دانشوروں پر بھی صادق آتا ہے جو جمہوریت کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں۔

کیا امامان سیاست کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بناسکتی ہے میری ایک ہو

پیشے کے اعتبار سے راقم کا تعلق انشورنس سے رہا ہے۔ ہمارے سینئرز بتاتے تھے کہ عام لوگ انشورنس کی اہمیت سے ناواقف ہوتے ہیں، لہٰذا وہ اسے ضروری نہیں سمجھتے۔ کامیاب سیلز مین وہی ہے جو انشورنس کی اہمیت جتا کر اپنے کلائنٹ میں اس کی ضرورت پیدا کرے۔ الحمدللہ، جیسا کہ محمود شام صاحب نے لکھا ہے کہ ''ملک کی اکثریت اس کا حل اسلامی نظام کے قیام میں خیال کرتی ہے۔ ایک سروے کے مطابق 38 فیصد پاکستانی اسلامی نظام چاہتے ہیں''۔ بلکہ راقم کی نظر سے ایک ایسی سروے رپورٹ بھی گزری ہے جس میں جہاں تک یاد ہے یہ بات موجود تھی کہ 50 فیصد سے زائد پاکستانی ملک میں نظام خلافت چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے مذہبی سیاسی طبقے کو تو یہ سہولت حاصل ہے کہ انہیں عوام میں نظام خلافت کے قیام کی ضرورت پیدا کرنے کے لیے کسی محنت کی ضرورت نہیں۔ انہیں تو یہ شعور پہلے ہی حاصل ہے۔

ویسے محمود شام صاحب نے بڑا جینوین سوال اٹھایا ہے کہ ''جس کسی کو بھی حکومت کا موقع ملا ہے، اس کے دوران اور اس کے علاوہ بھی، کوئی مکمل دستاویز ایسی پیش نہیں کی جس سے اکیسویں صدی کے عالمی سماجی، اقتصادی، سیاسی اور سائنسی تناظر میں ایک اسلامی حکومت کا خاکہ سامنے آسکتا۔'' وہ سیاسی جماعتیں تو ملک میں اسلامی نظام کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتیں جو بدقسمتی سے حکومت کرتی رہی ہیں کیونکہ انہوں نے اسلامی نظام کے علمبردار ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ رہی بات مذہبی سیاسی جماعتوں کی تو ان میں سے ایک آدھ کو اقتدار میں شراکت کے مواقع تو ملے ہیں، مکمل اقتدار تک ان میں سے کسی کو بھی رسائی حاصل نہیں ہوئی۔ ان جماعتوں پر اس کا جواب واجب ہے۔ عوام میں تاثر تو یہی ہے کہ حکومت چلانا مذہبی لوگوں کے بس کی بات نہیں اور یہ تاثر بظاہر کسی حد تک درست بھی لگتا ہے۔ ان میں سے جنہیں بھی موقع ملا ہے بلکہ ایک موقع پر متحدہ مجلس عمل کو ایک صوبہ میں حکومت ملی تاہم وہ بھی اسلام کی طرف کوئی قابل ذکر پیش قدمی نہ کرسکے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان جماعتوں نے اسلامی حکومت کے قیام سے متعلق کوئی ہوم ورک نہیں کیا۔ عوام کو نہیں پتہ کہ ان جماعتوں کے پاس اکیسوی صدی کے عالمی سماجی، اقتصادی، سیاسی اور سائنسی تناظر میں کوئی اسلامی حکومت کا خاکہ تو دور کی بات ہے ایسے افراد کار بھی نہیں جو رواں صدی کے تقاضوں کے مطابق، اگر کبھی انہیں حکومت حاصل ہو بھی جائے جس کا فی الحال دور دور تک کوئی امکان نظر نہیں آتا، ملکی امور کو چلانے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

❁❁❁

حلقہ جنوبی پنجاب کا سہ ماہی تربیتی پروگرام

6 جنوری 2018ء کو حلقہ جنوبی پنجاب کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی و مشاورتی اجتماع بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی ملتان میں ہوا۔ پروگرام کے آغاز میں نائب ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالسمیع نے سورۃ مجادلہ کی آیات کی روشنی میں جماعتی زندگی میں نجویٰ کے مرض کی حقیقت پر درس دیا۔

بعد از نماز عشاء امیر تنظیم نیو ملتان جناب عطاء اللہ خان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول ((لَا اِسْلَامَ اِلَّا بِجَمَاعَةٍ وَلَا جَمَاعَةَ اِلَّا بِاِمَارَةٍ وَلَا اِمَارَةَ اِلَّا بِطَاعَةٍ)) کے حوالے سے درس دیا۔ اُن کے بعد ناظم تربیت حلقہ عرفان بٹ نے جہاد فی سبیل اللہ کے حوالے سے مطالعہ لٹریچر کرایا۔

آخر میں امیر تنظیم ممتاز آباد جناب عمر کلیم خان نے سیرت صحابہ کرامؓ کے ضمن میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے رفقاء میں جذبہ ایثار و قربانی کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ 7 جنوری کی صبح رفقاء نے انفرادی طور پر نماز تہجد ادا کی۔ پھر نماز فجر کے بعد رفیق تنظیم محمد عثمان صابر نے سورۃ الحجرات پر درس دیا۔ اس کے بعد ناظم دعوت حلقہ جناب محمد سلیم اختر نے نجویٰ کے موضوع پر رفقاء میں مذاکرہ کرایا۔ جسے رفقاء نے بہت مفید پایا اور بھرپور استفادہ حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین! (مرتب: شوکت حسین انصاری)

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع

اجتماع مورخہ 30 دسمبر کو قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ پروگرام کے مطابق رفقاء نے عشاء کی نماز قرآن اکیڈمی میں ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد پروگرام کا آغاز درس قرآن سے ہوا۔ لاہور وسطی کے امیر نثار احمد خان نے سورۃ البقرہ کے آخری رکوع کی آیات کا درس دیا اور ان دو آیات کی فضیلت بیان کی۔ مزید برآں انہوں نے سورہ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات کا تقابل بھی پیش کیا۔

وقفے کے بعد حلقہ کے ناظم دعوت محمود حماد نے اعتصام بالقرآن والسنۃ والامہ کے عنوان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ قرآن کی طرف کی لوگوں کو بلائیں گے تو آپ کا تعلق امت سے جڑ جائے گا۔

اس کے بعد مقامی تنظیم واپڈا ٹاؤن کے رفیق کاشف عباسی نے دعوت و تبلیغ کے عنوان سے گفتگو کی۔ انہوں نے دعوت کے حوالے سے آپؐ کی سیرت کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا۔

مقامی تنظیم اقبال ٹاؤن کے امیر سید فاروق گیلانی نے گھر کے اندر نصرت رسول ﷺ کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے مختلف واقعات کے حوالے سے بتایا کہ کس طرح حضرت خدیجہؓ آنحضور ﷺ کی دلجوئی کرتی تھیں۔

پروگرام کے آخر میں امیر حلقہ لاہور غربی پرویز اقبال نے حلقہ کی جنوری تا نومبر 2017ء کی رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے تربیتی کورسز میں شرکت کرنے والے، انفاق کرنے والے، سالانہ اجتماع میں شرکت کرنے والے مبتدی، ملتزم رفقاء کا ایک جائزہ پیش کیا۔ اس پروگرام کے بعد رات پونے گیارہ بجے سہ ماہی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: محمد یونس)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ”دارالاسلام، مرکز تنظیم اسلامی
23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ) لاہور“ میں
23 تا 25 فروری 2018ء
(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

معتمدین کورس

(برائے معتمدین حلقہ جات)
کا انعقاد ہو رہا ہے

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865، 042-35473375-79

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 36293939-36366638(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ”قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی“ میں
23 تا 25 فروری 2018ء
(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)
کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34306041 / 0321-9786014

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 36293939-36366638(042)

From Facebook to "Policebook"

On Wednesday, Facebook CEO Mark Zuckerberg posted a notice outlining extraordinary plans by the social media company to monitor all the postings and messages of its users, censor independent journalism, and use artificial intelligence (AI) to report users to the police and intelligence agencies.

Zuckerberg began his post, released in conjunction with the company's quarterly earnings report, by declaring that 2017 was a "hard year" for Facebook.

> "The world feels anxious and divided—and that played out on Facebook. We've seen abuse on our platform, including interference from nation states, the spread of news that is false, sensational and polarizing, and debate about the utility of social media."

Facebook, he writes, has the responsibility to "amplify the good and prevent harm. That is my personal challenge for 2018."

In Facebook's "newspeak," this means that the company will act aggressively this year to suppress the spread of information online and censor anti-West content, under the guise of combatting "fake news" and "Russian meddling."

The truly ominous implications of this project are outlined in Zuckerberg's post. Among Facebook's initiatives, he writes, is "new technology to detect suicidal posts that has helped first responders reach more than 100 people who needed help quickly, and we've built AI systems to flag suspicious behavior around elections in real time and remove terrorist content."

In other words, Facebook has introduced AI systems to collect, monitor and interpret all the information posted on its social media platform. As always, the introduction of such a sweeping system of mass surveillance is justified with seemingly praiseworthy motivations. After all, who could object to measures aimed at stopping suicides or terrorist attacks? The actual purpose of the new systems, however, is very different.

Zuckerberg points to the sweeping scope of the company's artificial intelligence plans later:

"Our goal with AI is to understand the meaning of all the content on Facebook."

Every single post, photo, video, message, comment, reaction and share will be fed into the company's increasingly powerful computer systems to be analyzed for "harmful" content, and reported to the police and intelligence agencies as deemed necessary.

The real—and sinister—aim of Facebook's actions is also made clear by the other initiatives that the company is taking. Most significantly, Zuckerberg stressed the company's determination to make sure that "the information you see on Facebook comes from broadly trusted and high-quality sources, in order to counter misinformation and polarization."

What are these "broadly trusted" sources? "For example, take the Wall Street Journal or New York Times," wrote the multibillionaire CEO. "Even if you don't read them or don't agree with everything they write, most people have confidence that they're high quality journalism. On the flip side, there are blogs that have intense followings but are not widely trusted beyond their core audience. We will show those publications somewhat less."

In other words, corporate media sources will be promoted, while other publications, even those that "have intense followings," will be demoted. As for being "shown somewhat less," what Zuckerberg means is that they will be blocked from reaching a broader audience. More simply, they will be censored.

In addition to censoring news from alternative sources, Zuckerberg states at the beginning of his post that Facebook is working to "show fewer viral videos" because such content is not "good for people's well-being and for society."

that exposed social inequality in London, and documentation of the war crimes carried out by the US military. Any such content will be "demoted," which Zuckerberg later notes "reduces an article's traffic by 80 percent."

Zuckerberg's central pretense—that Facebook will promote sources that "people have confidence" in—is a fraud. In fact, according to a Gallup poll published last year, people's trust in the mass media "to report the news fully, accurately and fairly" reached its lowest level in poling history, with only 32 percent of participants saying they have a "great deal" or "fair amount" of trust. At the same time, the use of social media to read news has been growing exponentially, reaching two-thirds of the world population according to a poll by the Pew Research Center.

The growth in the popularity of Facebook and other social media networks was in large measure due to the fact that they allowed their users access to information and viewpoints unavailable through mainstream media outlets. Now, Facebook has reversed course and declared that its intention is to promote the official narrative and block independent news sources that question it.

Facebook, Google, Twitter and other giant social media companies—working closely with intelligence agencies and governments—are seeking to leverage their role as mechanisms of communication to become instruments of censorship and repression. In the process, they are turning one of the most important and liberating technological advances of the 21st century, the growth and expansion of artificial intelligence, into a mechanism for police control and dictatorship.

The fight against corporate Internet censorship is an urgent task facing people all over the world. Some of the actions being proposed to counter this repression are:

- Safeguarding the Internet as a platform for political organization and the free exchange of information, with due emphasis on self-monitored prohibition of racist, blasphemous and supremacist trends.
- Uncompromising insistence on the complete independence of the Internet from control by private corporations.
- Unconditional defense of net neutrality and free, unfettered and equal access to the Intemet.
- The banning and illegalization of corporate manipulation of search algorithms and procedures, including the use of human evaluators, which restrict and block public visibility of anti-West websites.
- Irreconcilable opposition to the use of the Internet and artificial intelligence technologies to carry out surveillance of web users.
- Demanding the end to the persecution of Julian Assange and Edward Snowden and the complete restoration of their personal freedom.
- Advocating the transformation of the corporate Internet monopolies into public utilities, under internationally coordinated social control, to provide the highest quality service, not private profit.

The fight against corporate Internet censorship cannot be conducted through appeals to capitalist governments and the parties and politicians who serve their interests, but only in uncompromising struggle against them. Moreover, this struggle is international in scope and totally opposed to every form and manifestation of racism and imperialist militarism. Therefore, those who are truly committed to the fight against corporate Internet censorship must direct their efforts to the mobilization of the users of all countries on a united front.

Source: *World Socialist Web Site*

Editor's Note: ***The views expressed in this article published on "World Socialist Web Site" may not necessarily reflect the official narrative of Tanzeem e Islami regarding the use of social media, including Facebook.***

چیف جسٹس سپریم کورٹ سے دردمندانہ اپیل

محترم ومکرم چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

گزشتہ دنوں قصور کی ایک معصوم بچی زینب کو ایک درندہ صفت شخص نے زیادتی کے بعد قتل کر دیا تھا۔ یہ سانحہ یقیناً پوری پاکستانی قوم کے دامن پر سیاہ دھبہ ہے۔ اس پر قصور کے عوام سڑکوں پر آ گئے۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں پُرزور انداز میں اجتماعی آواز بلند کی گئی' جس سے ملک کے اہم ادارے متحرک ہوئے۔ اسی وجہ سے وہ ملزم پکڑا گیا جو پہلے بھی کئی بچیوں کے ساتھ ایسی ہی درندگی کا مظاہرہ کر چکا تھا' لیکن انتظامیہ بے حسی کا مظاہرہ کرتی رہی۔ آج پاکستان کے طول وعرض میں آواز بلند ہو رہی ہے کہ مجرم کو فوری طور پر چوراہے میں پھانسی دی جائے۔ جناب عالی! ہمارا دین اسلام بھی سرعام سزا دینے کا قائل ہے تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔ لیکن اسلام اس سے بڑھ کر شہریوں کو ایسی تعلیم وتربیت، ایسی فضا اور ماحول قائم کرنے کا حکم بھی دیتا ہے کہ جرم کے سرزد ہونے کے امکانات معدوم ہو جائیں۔ جنسی جرائم کی بیخ کنی کرنے کے لیے اسلام اُن تمام محرکات کے سدِباب کا حکم دیتا ہے جس سے ایک نوجوان میں سفلی جذبات بھڑکنے کے امکانات پیدا ہوں۔ مثلاً مخلوط محافل میں شرکت سے اجتناب، خواتین کے لیے ستر وحجاب کا اہتمام، عریانی کی مکمل بیخ کنی، نیز والدین کو یہ تاکید کہ اپنی اولاد کی شادی کا جلد از جلد اہتمام کریں۔ ان سب اقدامات کے باوجود اگر کوئی عورت یا مرد جنسی جرم کا مرتکب ہوتا ہے تو اُسے سرعام سزا دے کر دوسروں کے لیے عبرت کا سامان پیدا کیا جائے۔

محترم چیف جسٹس صاحب! ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے سانحات پر واویلہ کرنے والا میڈیا خصوصاً الیکٹرانک میڈیا خود ایسے اشتہار اپنے چینلز سے نشر کرتا ہے اور اپنے بعض پروگراموں کے ذریعے فحاشی اور عریانی کی ایسی تشہیر کرتا ہے جو جنسی اشتہاء کا موجب بنتی ہے، لہٰذا ناپختہ ذہن کے حامل نوجوان فطری جنسی جذبہ کو قابو نہیں کر پاتے اور غلط راہوں پر چل نکلتے ہیں، جبکہ بیروزگاری اور معاشی ناہمواریوں کی وجہ سے شادیاں بروقت نہیں ہو پاتیں۔ بقول فرائڈ، انسان کا جنسی جذبہ بھوک اور پیاس سے بھی زیادہ زور آور ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ ناجائز اور غیر فطری راستے تلاش کرتا ہے۔ محترم چیف جسٹس صاحب! الیکٹرانک میڈیا ہوس زر اور اپنی ریٹنگ کے لیے گھر گھر ایسے فحش مناظر دکھا رہا ہے اور جنسی جذبات کی انگیخت میں شب وروز ایک کیے ہوئے ہے۔ میڈیا نے بے حیائی کے اس پودے کی مسلسل آبیاری کر کے اسے ایک تناور درخت بنا دیا ہے۔ جو بیج کر گندم نہیں حاصل کی جا سکتی، سانحہ قصور دراصل اسی روش کا منطقی نتیجہ ہے۔ ایسی صورت میں اگر آپ آدھے پاکستان کو بھی سرعام پھانسی پر لٹکا دیں گے تب بھی ایسے سانحات میں کمی نہیں آئے گی۔

آخر میں بصد احترام عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ ہماری عدلیہ بھی اس حوالے سے اپنے فرائض ادا کرنے میں بری طرح ناکام ہوئی ہے۔ قاضی حسین احمد مرحوم نے 2012ء میں سپریم کورٹ میں ایک رٹ دائر کی تھی جس میں درخواست کی تھی کہ عدلیہ ٹیلی ویژن چینلز پر بے حیائی کو حکماً روکے۔ 2014ء میں تنظیم اسلامی بھی اس پٹیشن کی شریک بن گئی۔ بعد ازاں ایک علیحدہ پٹیشن بھی داخل کی گئی، لیکن معزز عدالت نے اس عرصہ میں باقاعدہ ایک سماعت بھی نہیں کی۔ آپ سے درخواست ہے کہ حکم جاری فرمائیں کہ پیمرا کوئی ایسا اشتہار یا پروگرام نشر کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا جس میں جنسی جذبات کو اُبھارنے کا سامان کیا گیا ہو۔ علاوہ ازیں گزارش ہے کہ تنظیم اسلامی کی طرف سے دائر کردہ رٹ کی روزانہ کی بنیاد پر سماعت کی جائے۔ اگر پاکستان میں اسلامی معاشرت پھلے پھولے گی تو اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ ایسے سانحات رونما نہیں ہوں گے۔ والسلام

حافظ عاکف سعید، امیر تنظیم اسلامی

من جانب: **تنظیمِ اسلامی پاکستان**

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

امیر: حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

E-mail:markaz@tanzeem.org Ph : 042-36366638

VOL : 27 Regd. C.P.L NO. 114 No.07
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore